www.KitaboSunnat.com

شہادت

کا اجر پانے والے خوش نصیب

تفضیل احمد ضیغم

طیبہ قرآن محل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

شہادت کا اجر پانے والے خوش نصیب

مؤلف:
ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

www.KitaboSunnat.com

طیبہ قرآن محل
سنٹر گلی نمبر 5 شمس محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007, 0300-6628021

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...... جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ......

شہادت کا اجر پانے والے خوش نصیب

مؤلف:
ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم

ناشر .... حافظ ابوبکر

اشاعت .... اپریل 2017ء

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن-لاہور

طیبہ قرآن محل
041-2824007, 0300-6628021

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
✿	شہداء کی اقسام	۵
	دنیا اور آخرت کا شہید	۹
	دنیا کا شہید	۹
✿	شہادت کا اجر پانے والے خوش نصیب	۱۵
✿	صدق دل سے شہادت کا طلبگار	۱۵
	نیت کی وجہ سے ملنے والے چند اجر	۲۳
	صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل	۲۴
	جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے	۲۹
	مال چھیننے والے کے لئے تنبیہ	۳۱
	دنیا کی سزاء	۳۱
	اخروی سزاء	۳۲
	جو اپنے دین کی خاطر مارا جائے	۳۳
	مقتول علماء کرام	۳۶
✿	جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے	۳۷
✿	اہل وعیال کی حفاظت میں مارا جانے والا	۴۰
✿	طاعون کے مرض سے فوت ہونے والا	۴۳
	طاعون کیا ہے؟	۴۵
	طاعون زدہ علاقہ کا حکم	۴۹
	مدینہ اور طاعون	۵۲
	کیا طاعون ایک نعمت ہے	۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاعون سے فوت ہونے والے بارگاہ الٰہی میں	۵۵
پیٹ کے مرض سے فوت ہونے والا	۵۶
زچگی کی حالت میں فوت ہونے والی عورت	۵۸
ذات الجنب کے مرض سے فوت ہونے والا	۶۰
ذات الجنب کا نبوی علاج	۶۳
جل کر مرجانے والا	۶۵
کیا کسی صورت میں جلایا بھی جاسکتا ہے	۶۶
کیا جرگہ کے فیصلہ پر جلایا جاسکتا ہے؟	۶۷
اصحاب الاخدود کا واقعہ	۶۹
دب کر مرجانے والا	۷۳
ڈوب کر مرجانے والا	۷۵
ضعیف احادیث	۷۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شہداء کی اقسام:

شہادت ایک عظیم چیز ہے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے قسم اُٹھا کے فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ"

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کون زخمی ہوا ہے، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا، رنگ تو خون جیسا ہوگا لیکن اس میں خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔" ﴿۱﴾

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے شہید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ"

"اللہ کے نزدیک شہید کے لیے چھ انعامات ہیں، (۱) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، (۲) وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے، (۳) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے، (۴) "فزع الأكبر" (عظیم گھبراہٹ والے دن) سے امن میں رہے گا، (۵) اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے

﴿۱﴾ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من یجرح فی سبیل اللہ عزوجل رقم: ۲۸۰۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بہتر ہے، (٦) بہتر (٧٢) جنتی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی، اور اس کے ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' ①

یقیناً شہید کے بہت سے فضائل ہیں اور کتب احادیث میں بہت سی احادیث ان کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتی ہیں زیر نظر مضمون میں ہمارا مقصد ان احادیث کا احاطہ کرنا نہیں ہے۔ مذکورہ دونوں احادیث کو ذکر کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ میدان جہاد میں کافر سے پنجہ آزمائی کرتے ہوئے جو موت آئے وہ موتوں میں افضل ترین موت ہے۔ شہداء کا اللہ کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ ہے اور کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو میدان قتال میں جائے بغیر شہادت کا اجر پالیں گے یہ ایسے افراد ہیں جو شہداء کے حکم میں ہیں۔ عبادات میں ایک حقیقی عبادت ہوتی ہے اور ایک حکمی عبادت، ذیل کی مثالوں سے اس مسئلہ کو خوب سمجھا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذٰلِكَ، حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔'' ②

''جو شخص ایک دن میں سو بار یہ کلمات کہے کہ ''(لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ) تو اس کو اتنا ثواب ہو گا جیسے اس نے دس غلام آزاد کئے، اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں مٹا دی جائیں گی، سارا دن شام تک شیطان سے بچا رہے گا اور (قیامت کے دن) اس سے بہتر عمل کوئی شخص نہ لائے گا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے (یعنی یہی

① صحیح سنن الترمذی للالبانی، ابواب فضائل الجہاد، باب فی ثواب الشہید، رقم: ١٦٦٣

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل التھلیل والتسبیح، رقم: ٢٦٩١

تسبیح سو سے زیادہ بار پڑھے اور اعمال خیر زیادہ کرے)۔ اور جو شخص ((''سبحان اللہ وبحمدہ'')) دن میں سو بار کہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

حدیث مبارک میں مذکورہ کلمہ پڑھنے کو دیگر نیکیوں کے حصول کے ساتھ ساتھ دس غلاموں کی آزادی کے برابر قرار دیا گیا ہے پس ایک ہے حقیقی طور پر غلام کو آزاد کرنا اور دوسرا ہے غلام آزاد کئے بغیر غلام آزاد کرنے کا ثواب پالینا یہ دوسرا آدمی آزاد کرنے والے کے حکم میں ہے۔

❁ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَقَعَدَ وَحْدَهُ، فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ، يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ"

''سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کے بعد مسجد میں آئے اور اکیلے بیٹھ گئے۔ میں ان کے پاس جا بیٹھا۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا (یعنی وہ اتنا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔'' ①

ایک آدمی حقیقی طور پر نصف اللیل تک قیام کرتا ہے اور دوسرا نماز عشاء با جماعت ادا کر کے سو جاتا ہے اور قیام کئے بغیر قیام کا ثواب پا لیتا ہے۔ پس یہ قیام کرنے والے کے حکم میں ہے۔

❁ سیدنا اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ۔''

① صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ، رقم: ٦٥٦

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔" [1]

ایک آدمی حقیقی طور پر عمرہ کرتا ہے اور ایک مسجد قباء میں دو رکعت ادا کر کے عمرہ کیے بغیر عمرہ کا ثواب پالیتا ہے یہ عمرہ کرنے والے کے حکم میں ہے۔

اس طرح کچھ افراد میدان جہاد میں کافر سے نبرد آزما ہوتے ہیں اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقی شہداء ہیں اور کچھ لوگ میدان قتال میں جائے بغیر شہادت کا اجر پالیں گے یہ شہداء کے حکم میں ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے شہداء کی تین اقسام ذکر کی ہیں۔ چنانچہ وہ شرح النووی میں فرماتے ہیں:

وَأَنَّ الشُّهَدَاءَ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ شَهِيدٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَهُوَ الْمَقْتُولُ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ وَشَهِيدٌ فِي الْآخِرَةِ دُونَ أَحْكَامِ الدُّنْيَا وَهُمْ هَؤُلَاءِ الْمَذْكُورُونَ هُنَا وَشَهِيدٌ فِي الدُّنْيَا دُونَ الْآخِرَةِ وَهُوَ مَنْ غَلَّ فِي الْغَنِيمَةِ أَوْ قُتِلَ مُدْبِرًا۔ [2]

"اور شہداء کی تین اقسام ہیں دنیا اور آخرت میں شہید (شمار ہونے والا) یہ وہ ہے جو کفار کے ساتھ جنگ میں قتل کر دیا جاتا ہے اور دوسرا وہ جو آخرت میں شہید شمار ہوگا اور اس پر دنیا میں شہید ہونے والوں کے احکام لاگو نہیں ہوتے اور تیسرا وہ جو دنیا کا شہید ہے آخرت میں شہید شمار نہیں ہوگا اور یہ وہ آدمی ہے جو مال غنیمت میں خیانت کرتا ہے یا میدان جنگ سے پشت پھیرتا ہے اور قتل کر دیا جاتا ہے۔"

ہم شہداء کی ان تینوں اقسام کو ذرا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

(۱) دنیا اور آخرت کا شہید:

وہ آدمی جو میدان جنگ میں کفار سے لڑتا ہوا اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے یہ دنیا میں بھی شہید کہلاتا ہے اور آخرت میں بھی اور وہ بروز محشر باری تعالیٰ کی بارگاہ میں

[1] صحیح سنن ترمذی، للالبانی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الصلاۃ فی مسجد قباء، رقم: ۳۲۴

[2] شرح النووی علی مسلم ۱۳/ ۶۳

ان زخموں سمیت حاضر ہوگا جو اسے میدان جنگ میں لگے ایسے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اور اسے اس کے کپڑوں سمیت دفن کر دیا جاتا ہے۔

(۲) آخرت کا شہید:

وہ آدمی جو میدان جنگ میں شہید نہیں ہوتا لیکن اس کی وفات کچھ ایسی حالت میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شہادت کے مرتبہ پر فائز فرما دیتے ہیں جیسے طاعون کے مرض سے فوت ہونے والا آگے صفحات میں انہی شہداء پر بات ہوگی ان کو غسل بھی دیا جاتا ہے اور کفن بھی دیا جاتا ہے یہ آخرت میں شہداء کا مقام پائیں گے۔

(۳) دنیا کا شہید:

وہ افراد جنہوں نے دنیا میں میدان قتال میں لڑتے ہوئے جان قربان کی بہادری کے جوہر دکھائے اور دنیا سے داد پائی لوگوں نے انہیں بہادر انسان کے نام سے یاد کیا اور تمغوں سے نوازا لیکن یہ بدنصیب لوگ میدان قتال میں اپنی نیت خالص نہ رکھ سکے۔ دنیا والوں کے ہاں شہید شمار ہوئے اور اللہ کے ہاں شہادت کا مقام نہ پا سکے ذیل کی حدیث سے اس مسئلہ کو سمجھا جا سکتا ہے:

"سیدنا شفیا اصبحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ مدینہ میں داخل ہوئے، اچانک ایک آدمی کو دیکھا جس کے پاس کچھ لوگ جمع تھے، انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے جواباً عرض کیا: یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، شفیا اصبحی کا بیان ہے کہ میں ان کے قریب ہوا یہاں تک کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ حدیث بیان کر چکے اور تنہا رہ گئے تو میں نے ان سے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھ رہا ہوں کہ آپ مجھ سے ایسی حدیث بیان کیجیے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے، یقیناً میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جسے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہے اور میں نے اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے، تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا: یقیناً میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کیا تھا جہاں میرے سوا کوئی نہیں تھا، پھر دوبارہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے، پھر جب افاقہ ہوا تو اپنے چہرے کو پونچھا اور فرمایا: ضرور میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے اور اس گھر میں میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں تھا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے، اپنے چہرے کو صاف کیا اور پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا: ضرور میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے اور اس گھر میں میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں تھا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے زور کی چیخ ماری اور بیہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے، میں نے بڑی دیر تک انہیں اپنا سہارا دیئے رکھا پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے: ”قیامت کے دن جب ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہو گی تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کے لیے نزول فرمائے گا، پھر اس وقت فیصلہ کے لیے سب سے پہلے ایسے شخص کو بلایا جائے گا جو قرآن کا حافظ ہو گا، دوسرا شہید ہو گا اور تیسرا مالدار ہو گا، اللہ تعالیٰ حافظ قرآن سے کہے گا: کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر نازل کردہ کتاب کی تعلیم نہیں دی تھی؟ وہ کہے گا: یقیناً اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو علم تجھے سکھایا گیا اس کے مطابق تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں اس قرآن کے ذریعے راتوں کو اور دن میں تیری عبادت کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو نے جھوٹ کہا، پھر اللہ تعالیٰ کہے گا: (قرآن سیکھنے سے) تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، سو تجھے کہا گیا، پھر صاحب مال کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا میں نے تجھے ہر چیز کی وسعت نہ دے رکھی تھی، یہاں تک کہ تجھے کسی کا محتاج نہیں رکھا؟ وہ عرض کرے گا: یقیناً میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تجھے جو چیزیں دی تھیں اس میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: صلہ رحمی کرتا

تھا اور صدقہ وخیرات کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا اور فرشتے بھی اسے جھٹلائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بلکہ تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں سخی کہا جائے، سو تمہیں سخی کہا گیا، اس کے بعد شہید کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تجھے کس لیے قتل کیا گیا؟ وہ عرض کرے گا: مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا چنانچہ میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا: تو نے جھوٹ کہا، فرشتے بھی اسے جھٹلائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے سو تجھے کہا گیا“، پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے زانو پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا: ابو ہریرہ! یہی وہ پہلے تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔“ [1]

اس کی وضاحت میں صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی پڑھئے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ: مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ"، فَقَالَ رَجُلٌ: مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ، قَالَ الرَّجُلُ: الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا

---

[1] صحیح سنن ترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، رقم: ۲۳۸۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ."

”سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی (اپنے اصحاب کے ہمراہ احد یا خیبر کی لڑائی میں) مشرکین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی، پھر جب آپ ﷺ (اس دن لڑائی سے فارغ ہو کر) اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنے پڑاؤ کی طرف تو آپ ﷺ کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا، لڑائی لڑنے میں اس کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی آدمی بھی اگر اُسے نظر آ جاتا تو اس کا پیچھا کر کے وہ شخص اپنی تلوار سے اسے قتل کر دیتا۔ سہل رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کہا کہ آج جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے، ہم میں سے کوئی بھی شخص اس طرح نہ لڑ سکا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا لیکن وہ شخص دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں کہا اچھا میں اس کا پیچھا کروں گا (دیکھوں گا) نبی کریم ﷺ نے اسے کیوں دوزخی فرمایا ہے) بیان کیا کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے دن لڑائی میں موجود رہا، جب کبھی وہ کھڑا ہو جاتا تو یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ بیان کیا کہ آخر وہ شخص زخمی ہو گیا زخم بڑا گہرا تھا۔ اس لیے اس نے چاہا کہ موت جلدی آ جائے اور اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابلہ میں کر لیا اور تلوار پر گر کر اپنی جان دے دی۔ اب وہ صاحب، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا بات ہوئی؟ اس نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ کا یہ فرمان بڑا شاق گزرا تھا۔

میں نے ان سے کہا کہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چاہا کہ جلدی موت آ جائے۔ اس لیے اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے کے مقابل کر لیا اور اس پر گر کر خود جان دے دی۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔“ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر باب قائم کیا ہے لَا يَقُولُ فُلَانٌ شَهِيدٌ (قطعیت کے ساتھ یہ کہنا درست نہیں کہ فلاں آدمی شہید ہے) اس لئے کہ میدان قتال میں جان قربان کرنے والے کی دلی حالت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا". فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ."

”جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے، اونٹ،

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب لا یقول فلان شہید، رقم: ۲۸۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوٹے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر اسے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یا دو تسمے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لیے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی جہنم کا تسمہ ہے۔" (1)

شہداء کی مذکورہ تینوں اقسام میں پہلی دو قسم کے لوگ بلند مرتبہ ہیں پھر ان دونوں اقسام میں پہلی قسم کے لوگ افضل اور درجہ میں ممتاز ہیں کہ جنہوں نے خلوص دل سے اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے اپنی جان قربان کر دی ان کے بعد ان لوگوں کا مرتبہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے میدان قتال میں جائے بغیر شہادت کے مرتبہ پر فائز فرما دیا ان ہی لوگوں کے بارے میں ہم آئندہ صفحات میں گفتگو کریں گے۔

(1) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، رقم: ۴۲۳۴

شہادت کا اجر پانے والے خوش نصیب

اب ہم ان خوش نصیب افراد کا تذکرہ کریں گے جو میدان قتال میں جائے بغیر شہادت کا درجہ پانے والے ہیں گزشتہ صفحات میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ لوگ شہداء کے حکم میں ہیں ان افراد کا ذکر کتب احادیث میں مختلف مقامات پر بکھرا ہوا ہے آیئے ایک ایک کر کے ان افراد کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) صدق دل سے شہادت کا طلبگار:

صدق دل سے شہادت کی تمنا کرنے والا جو یہ دعا کرتا ہو کہ باری تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا فرما اگر دل میں شہادت کی خواہش لئے ہوئے اور اللہ کے حضور شہادت کی دعائیں کرتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور اسے میدان قتال میں جانے کا موقع نصیب نہ ہوسکا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرمائیں گے۔ خواہ وہ بستر مرگ پر ہی فوت ہوا ہو اس کی دلیل صحیح مسلم کی یہ حدیث ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے کتاب الامارۃ میں نقل کیا ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ" (1)

"سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ سے سچے دل کے ساتھ شہادت مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا درجہ دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔"

دوسری حدیث ان الفاظ میں مذکور ہے:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا، أُعْطِيَهَا، وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ" (2)

(1) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ، رقم: ۱۹۰۹

(2) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ رقم: ۱۹۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے صدقِ دِل سے شہادت کی طلب کی اللہ اُسے (شہات کا مرتبہ) عطا فرمائیں گے اگرچہ وہ شہادت نہ بھی پا سکے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث پر باب قائم کیا ہے "اِسْتِحْبَابُ طَلَبِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ "اللہ کی راہ میں شہادت طلب کرنے کا استحباب" اور اس سے پیچھے یہ باب قائم کیا ہے "باب قَوْلِهِ ﷺ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَأَنَّهُ يَدْخُلُ فِيهِ الْغَزْوُ وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَعْمَالِ، (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور یہ کہ جہاد اور دیگر اعمال اس (نیت) میں شامل ہیں۔")

اس باب کے ضمن میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ"

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال کا اعتبار نیت سے ہے اور آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پھر جس کی ہجرت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے، تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے لئے ہی ہے اور جس نے ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کے لئے کی، تو اس کی ہجرت اسی کے لئے شمار ہوگی جس مقصد کے لئے اس نے ہجرت کی ہے۔" (1)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی نیت کو خالص رکھتے ہوئے خلوص دل سے اللہ کی بارگاہ میں شہادت کی دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کا مرتبہ عطا فرمائیں گے۔

نیت کا خالص ہونا اعمال میں کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مذکورہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے آغاز میں نقل فرمائی ہے اور اس حدیث کے راوی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زندگی ہمارے مضمون کی عملی تفسیر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سے جہادی معرکوں میں شجاعت کے جوہر دکھائے لیکن ان کی وفات

(1) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم: ۱۹۰۷

میدان جنگ میں نہیں ہوئی وہ اللہ کے حضور یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

" اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کر اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقدر کر دے۔" (1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض دفعہ حیرانی کا اظہار کیا کرتے تھے کہ مدینہ تو حرم ہے اور شہر مدینہ میں قتال حرام ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی شہر میں شہادت کی دعا مانگتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلوص دل سے مانگی ہوئی دعا کو قبول فرما لیا اور انہیں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی شہادت کے مرتبہ سے نواز دیا صحیح بخاری سے ان کی شہادت کا مختصر واقعہ ملاحظہ فرمائیے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لیے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی اُن میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن

(1) صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراہیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ، رقم: ۱۸۹۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میمون نے بیان کیا کہ جس صبح آپ زخمی کیے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کرلو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا سورۃ النحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بدبخت اپنا دو دھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب اسے پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود ہی اپنا گلا کاٹ لیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آ کر فرمایا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا

دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ انتہائی غلط فکر ہے، خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔ اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا، یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آیا تو) آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی (۸۶) ہزار نکلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں خود پر ترجیح دوں گی، پھر جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا، کیا خبر لائے ہو؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمدللہ۔ اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو جائے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں، جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی

اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجیے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر انہوں نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد رضی اللہ عنہ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور فرمایا: میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بُروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور اُن کے ہی محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے، پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگراں ونگہبان ہوگا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ اللہ کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہوگا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں، پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی۔ جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے، پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل وانصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ ان کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان

سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی بیعت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت کی، پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔" (1)

خلوص دل سے شہادت کیلئے مانگی ہوئی دعا اگر اللہ تعالیٰ قبول فرما لیں تو زہے نصیب لیکن اگر ایسی پاکیزہ موت نہ بھی مل پائے تو دعا مانگنے والے کی دعا رائگاں نہیں جائے گی اللہ تعالیٰ اس دعا کی بدولت اسے شہید کا مرتبہ عطا فرمائیں گے لیکن وہ آدمی جس نے کبھی شہادت کی نیت نہ کی اور اس کے دل میں اس کا خیال تک نہ اُبھرا وہ ایسا بدنصیب آدمی ہے کہ اس کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان قابل توجہ ہے:

"مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ"

"جو شخص فوت ہو جائے اور اس نے جہاد کیا ہو اور نہ جہاد کرنے کی نیت کی ہو تو وہ منافقت کی ایک خصلت پر فوت ہوا۔" (2)

نیت کی وجہ سے ملنے والے چند اجر:

نیک اعمال میں نیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جس طرح شہادت کی نیت کر کے اس کی دعا مانگنے والا شہادت کے اجر کو پالے گا اسی طرح دیگر اور بہت سے نیک اعمال میں نیت سے نامہ عمل میں اجر لکھ دیا جاتا ہے ﷺ ایک حدیث مبارک میں ہے:

إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ: عَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ، يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللَّهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلَّهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللَّهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا، فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ

(1) صحیح بخاری، کتاب اصحاب النبی ﷺ، باب قصۃ البیعۃ، رقم: ۳۷۰۰

(2) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز ولم یحدث نفسہ بالغزو، رقم: ۱۹۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ."

''یہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے۔ اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا، لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا لیکن اسے علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے، اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بار گناہ برابر ہوگا۔'' [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر نیکی والے عمل کی نیت کرنے میں جلدی کرتے تھے وہ جانتے تھے اگر صدق دل سے اس کام کی طرف بڑھیں گے بعد میں موقع ملے نہ ملے اجر تو ضرور مل ہی جائے گا چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ

[1] صحیح سنن الترمذی للالبانی، ابواب الزہد، باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعة نفر، رقم: ۲۳۲۵

رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي، فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْمُهُ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ الْآخَرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ". ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللهِ، وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: »مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ؟« فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: »هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ، وَلَا يَتَطَيَّرُونَ، وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ«. فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: " ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: »أَنْتَ مِنْهُمْ؟« ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: »سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ."

''میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ بعض پیغمبر ایسے تھے کہ ان کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک بڑی امت آئی۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے، تم آسمان کے کنارے کو دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے، مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کی جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ بعضوں نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے۔ بعض نے کہا نہیں شاید یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ بعض نے کچھ اور کہا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے ہیں نہ دم کراتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو انہی لوگوں میں سے ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انہی لوگوں میں کر دے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ تجھ سے سبقت لے جا چکا۔" (1)

غور کیجئے حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی بلا حساب و کتاب جنت میں جانے والے افراد کا ذکر سنا تو فوری ان میں شمولیت کی نیت کر لی اور آپ ﷺ کی بار گاہ میں دعا کیلئے درخواست بھی دائر کر دی۔

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ، ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: »نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ«، أَوْ »مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ« - يَشُكُّ أَيُّهُمَا - قَالَ: قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب، رقم: ۳۷۴

لَهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: »نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ«، كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: »أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ«، فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ.

"رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان جو کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، کے پاس جاتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے، تو انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا کھلایا اور آپ ﷺ کا سر مبارک دیکھنے لگیں۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ پھر آپ ﷺ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو ام حرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے اس سمندر کے بیچ میں سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں یا بادشاہوں کی طرح تخت پر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے دعا کی پھر سر رکھا اور سو رہے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے چند لوگ میرے سامنے لائے گئے جو جہاد کے لئے جا رہے تھے اور بیان کیا جس طرح اوپر گزرا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کر دے، تو آپ ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سے ہو چکی ہو۔ پھر سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سمندر میں (جزیرہ قبرص فتح کرنے کے لئے) سوار ہوئیں اور جب دریا سے نکلنے لگیں تو سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔" (1)

(1) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الغزو فی البحر، رقم: ۱۹۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ مرد تو مرد خواتین بھی آرزوئے شہادت میں پیچھے نہیں تھیں وہ نیکی کا شوق رکھنے والے ایسے پاکیزہ صفت لوگ تھے کہ جس مجلس میں بھی شہداء کا ذکر سنتے فوری اللہ کی بارگاہ میں شہادت کی دعا مانگتے اور دوسروں سے بھی درخواست کرتے کہ ان کے حق میں شہادت کی دعا مانگیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ہمارے لئے مینارہ نور ہیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں اللہ کی بارگاہ میں شہادت کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ بالخصوص ہر اس مجلس میں جہاں جہاد اور شہداء کا ذکر ہو وہاں بے اختیار شہادت کی دعا لبوں پر آ جانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ و عمل تھا۔

❁❁❁

(۲) جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ".

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا وہ شہید ہے۔'' [1]

اس شہید کے بارے میں ذرا تفصیل کے ساتھ صحیح مسلم کی حدیث ان الفاظ میں مذکور ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي؟ قَالَ: »فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ« قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: »قَاتِلْهُ« قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: »فَأَنْتَ شَهِيدٌ«. قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ؟ قَالَ: »هُوَ فِي النَّارِ« [2]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی آدمی میرا مال چھیننا چاہے (تو مجھے کیا کرنا چاہیے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے اپنا مال نہ دے۔ اس نے پوچھا: اگر وہ میرے ساتھ لڑائی کرے آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی اس کے ساتھ لڑائی کر اس نے پوچھا اگر وہ مجھے قتل کر دے تو آپ کیا کہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم شہید کہلاؤ گے اس نے پوچھا اگر میں اُسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آگ میں جائے گا۔''

یہی مضمون مسند احمد میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب من قاتل دون مالہ، رقم: ۲۴۸۰

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من قصد أخذ مال غیرہ بغیر حق، رقم: ۲۲۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: " انْشُدِ اللهَ ". قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ، قَالَ: " انْشُدِ اللهَ ". قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ، قَالَ: " فَانْشُدِ اللهَ ". قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ، قَالَ: " فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ ﴿1﴾

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میرے مال کی وجہ سے مجھ پر حملہ کیا جائے (تو مجھے کیا کرنا چاہئے) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا واسطہ دو اس نے کہا اگر وہ انکار کردیں آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ کا واسطہ دو (یعنی سمجھاؤ) اس نے کہا اگر وہ پھر انکار کردیں آپ ﷺ نے فرمایا: پھر لڑائی کرو اگر تو قتل کر دیا گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو وہ آگ میں جائے گا۔"

اپنے مال کی حفاظت میں لڑائی کرنے والا، لڑائی میں پہل کرنے والا نہیں بلکہ پہل وہ کر رہا ہے جو مال چھیننا چاہتا ہے۔ جبکہ مال والا تو اپنا دفاع کر رہا ہے اور اس کوشش میں ہے کہ اس کا مال بچ جائے اور اپنا دفاع کرتے ہوئے آدمی اگر دوسرے کو زخمی کر دیتا ہے تو وہ مجرم نہیں ہے صحیح مسلم کی حدیث میں ہے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ، فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ - أَوْ ثَنَايَاهُ - فَاسْتَعْدَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا تَأْمُرُنِي؟ تَأْمُرُنِي أَنْ آمُرَهُ أَنْ يَدَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟ ادْفَعْ يَدَكَ حَتَّى يَعَضَّهَا، ثُمَّ انْتَزِعْهَا؟»

"ایک شخص نے دوسرے آدمی کے ہاتھ پر (دانتوں سے) کاٹا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا، تو اس (کاٹنے والے) کے سامنے کے دانت گر پڑے۔ (پھر جس کے دانت گر پڑے تھے) اس نے رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ کیا یہ چاہتا ہے کہ میں اس کو حکم دوں

﴿1﴾ صحیح مسند احمد تعلیق شعیب الارنووط، مسند ابی ہریرہ ۱۴/ ۲۸۰ رقم: ۸۴۷۵

کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دے اور پھر تو اس کو چبا ڈالے جیسے اونٹ چبا ڈالتا ہے۔ اچھا تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے کہ چبائے پھر تم اپنا ہاتھ کھینچ لینا (یعنی اگر تیرا جی چاہے تو اس طرح قصاص ہو سکتا ہے کہ تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے پھر کھینچ لے یا تو اس کے بھی دانت ٹوٹ جائیں گے یا تیرا ہاتھ زخمی ہوگا)۔" ﴿1﴾

جس آدمی نے اپنا ہاتھ کھینچ کر دوسرے کے دانت گرا دیئے تھے۔ اس نے اپنے دفاع میں اپنا ہاتھ بچانے کے لئے ایسا کیا تھا آپ ﷺ نے اس پر کوئی قصاص یا دیت متعین نہیں فرمائی بلکہ مطالبہ کرنے والے کو ڈانٹا ہے کہ ایک تو تم دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہو اور پھر اس سے بدلے کا مطالبہ بھی کرتے ہو، کیا وہ اپنے دفاع میں کچھ بھی نہ کرے اور چپ کھڑا رہے تاکہ تم لوٹ مار کر کے فرار ہو جاؤ، لیکن واضح رہے یہاں دفاع کا مطلب یہ ہے کہ بندہ دفاع کی قوت بھی رکھتا ہو اگر وہ سمجھتا ہے کہ یہاں دفاع کا فائدہ نہیں اور وہ دفاعی پوزیشن میں بھی نہیں ہے تو وہ موقع محل کے مطابق سمجھداری سے کام لے سکتا ہے۔

مال چھیننے والے کیلئے تنبیہ:

مذکورہ مسئلہ میں مال کی حفاظت میں مارے جانے والے کو شہید کہا گیا ہے تو مارنے والے کو بھی جہنمی قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ ظالم اور زمین میں فساد پھیلانے والا ہے۔ اسے دو سزاؤں میں سے ایک سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔

(ا) دنیا کی سزا:

مال چھیننے والا چور نہیں بلکہ رہزن اور ڈاکو ہے۔ جو سرعام زبردستی دوسرے کا مال چھینتا ہے اور اس عمل میں مار دھاڑ سے بھی گریز نہیں کرتا ایسے لوگ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں اور ان کی وجہ سے زمین میں بدامنی پھیلتی ہے چنانچہ ان لوگوں کی سزا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں متعین فرمائی ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ

﴿1﴾ صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب الصائل علی نفس الانسان أو عضوہ، رقم: ۱۶۷۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

"جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی انکی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔" (1)

(۲) اخروی سزا:

مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے مال کی حفاظت میں مارے جانے والے کو شہید اور قاتل کو جہنمی قرار دیا ہے۔ یہ اس کیلئے اخروی سزا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

"اور ان لوگوں کیلئے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔" (2)

پس یہ فسادی لوگ اگر دنیا کی سزا سے بچ گئے اور انہوں نے توبہ نہ کی تو آخرت کے رسوا کن عذاب کا شکار ہوں گے۔"

(1) المائدہ:۳۳
(2) المائدہ:۳۳

(۳) جو اپنے دین کی خاطر مارا جائے

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ"

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔" (1)

اس حدیث مبارک میں چار قسم کے شہداء کا بیان ہوا ہے۔ ان میں پہلا وہ آدمی ہے جو اپنے دین کی وجہ سے قتل کر دیا گیا وہ اپنے دین کو بچاتے ہوئے مارا گیا یا دین کے دفاع میں قتل کر دیا گیا شہید کہلائے گا۔

دین کی خاطر اپنی جان قربان کر دینے والے افراد میں سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا نام سرفہرست ہے "صفة الصفوة" میں ان کے بارے میں مذکور ہے۔

وَهِيَ أُمُّ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَسْلَمَتْ بِمَكَّةَ قَدِيمًا وَكَانَتْ مِمَّنْ يُعَذَّبُ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِتَرْجِعَ عَنْ دِينِهَا فَلَمْ تَفْعَلْ فَمَرَّ بِهَا يَوْمًا أَبُو جَهْلٍ فَطَعَنَهَا فِي قُبُلِهَا. فَمَاتَتْ عَجُوزًا كَبِيرًا فَهِيَ أَوَّلُ شَهِيدَةٍ فِي الْإِسْلَامِ رَحِمَهَا اللهُ (2)

"وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں مکہ میں مسلمان ہوئیں قدیم الاسلام ہیں اور وہ ان افراد میں شمار کی جاتی ہیں جنہیں اللہ کی خاطر سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا تا کہ وہ اپنے دین کو چھوڑ دیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور (دین پر مضبوطی سے کاربند رہیں) ایک دن ابو جہل ان کے پاس سے گزرا اور اس نے

(1) صحیح سنن ترمذی للالبانی، ابواب الدیات، باب ماجاء فیمن قتل دون مالہ فھو شہید، رقم:۱۴۲۱
(2) صفة الصفوة ۳۴/۱۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا وہ بوڑھی خاتون تھی زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگئیں۔ یہ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے۔“

جس آدمی کو دین کی خاطر آزمایا جائے لیکن وہ ڈٹ جائے یہاں تک کہ اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں وہ آدمی شہید کہلائے گا اور اس کا یہ عمل افضل ترین جہاد شمار ہوگا سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ.“

”ظالم بادشاہ کے سامنے حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔“ (1)

آپ ﷺ نے ایک موقع پر حق کی خاطر ڈٹ جانے کی ترغیب بھی فرمائی ہے سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: "أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، أَلَا تَدْعُو لَنَا"، فَقَالَ: قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيهَا، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ، فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللَّهِ لَيَتِمَّنَّ هَذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ، وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ".

”ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا حال زار بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے بہت سے ایمان لانے والوں کا حال یہ ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کو پکڑ لیا جاتا اور گڑھا کھود کر اس میں انہیں ڈال دیا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور ان کے سر پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور لوہے کے کنگھے ان کے گوشت اور ہڈیوں میں دھنسا دیے جاتے لیکن

(1) صحیح سنن الترمذی للالبانی، ابواب الفتن، باب ماجاء افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر، رقم: ۲۱۷۴

یہ آزمائشیں بھی انہیں ان کے دین سے نہیں روک سکتی تھیں۔ اللہ کی قسم! اسلام مکمل ہوگا اور ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک اکیلا سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا اور بکریوں پر سوائے بھیڑیئے کے خوف کے (اور کسی لوٹ وغیرہ کا کوئی ڈر نہ ہوگا) لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔“

آپ ﷺ نے ان افراد کی تعریف فرمائی جنہیں حق کی خاطر آزمائش سے دوچار ہونا پڑا اور ان کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے، لیکن وہ حق پر قائم رہے یقیناً دین کی خاطر اپنی جان قربان کر دینا ایک افضل عمل اور شہادت کا درجہ رکھتا ہے لیکن اگر سختی کے موقع پر وہ جان بچانے کے لئے کلمہ کفر کہہ دے جبکہ دل میں ایمان پر مضبوطی سے قائم ہو تو شرعی طور پر اس کے لئے معافی ہے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ. (1)

”جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو (تو اسے رخصت ہے) مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔“

اس آیت کا نزول ان کمزور مسلمانوں کے حق میں ہوا تھا جو ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئے اور انتہائی کمزور پوزیشن میں تھے کافر لوگ انہیں سخت اذیتوں سے دوچار کرتے اور انہیں تب چھوڑتے جب وہ زبان سے کلمہ کفر ادا کر دیتے حالانکہ وہ دلی طور پر مضبوطی سے اسلام پر قائم ہوتے تھے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعَمَّارٌ، وَأُمُّهُ سُمَيَّةُ، وَصُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَالْمِقْدَادُ. فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَهُ اللَّهُ بِعَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَمَنَعَهُ اللَّهُ بِقَوْمِهِ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ فَأَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُونَ،

(1) النحل: ۱۰۶

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَلْبَسُوهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيدِ، وَصَهَرُوهُمْ فِي الشَّمْسِ، فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلَى مَا أَرَادُوا، إِلَّا بِلَالًا، فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللَّهِ، وَهَانَ عَلَى قَوْمِهِ، فَأَخَذُوهُ فَأَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ، فَجَعَلُوا يَطُوفُونَ بِهِ فِي شِعَابِ مَكَّةَ، وَهُوَ يَقُولُ: أَحَدٌ أَحَدٌ"

"پہلے پہل جن لوگوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا وہ سات افراد تھے: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمار، ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد (رضی اللہ عنہم)، رہے رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالیٰ نے کفار کی ایذا رسائیوں سے آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعہ آپ کو بچایا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کے سبب محفوظ رکھا، رہے باقی لوگ تو ان کو مشرکین نے پکڑا اور لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا، چنانچہ ان میں سے ہر ایک سے مشرکین نے جو کہلوایا اس نے بظاہر کہہ دیا، سوائے بلال کے، اللہ کی راہ میں انہوں نے اپنی جان کو حقیر سمجھا، اور ان کی قوم نے بھی ان کو حقیر جانا، چنانچہ انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر بچوں کے حوالے کر دیا، وہ ان کو مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور وہ "أحد، أحد" کہتے (یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے)" ①

مقتول علماء کرام:

وہ تمام علماء کرام جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر رکھی ہیں اگر حق کے راستے میں وہ قتل ہو گئے تو شہید کہلائیں گے خواہ وہ بم دھماکے کا شکار ہوں یا دہشت گردی کا ان سے عداوت و دشمنی دین کی وجہ سے کی جاتی ہے اور وہ دین پھیلاتے اللہ کی راہ میں اپنے جسم و جان کو قربان کر دیتے ہیں مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ شہید کہلائیں گے اللہ ایسے علماء کے درجات بلند فرمائے۔

❀❀❀

① حسن۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، افتتاح الکتاب فی الایمان، باب فضل سلمان وابی ذر والمقداد، رقم: ۱۵۰

(۴) جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی آپ ﷺ کا یہ فرمان پیچھے گزرا ہے:

مَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ.

"جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔" ①

جان اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام اور اس کی امانت ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے موت کی خواہش کرنے سے منع فرمایا ہے کہ اس سے زندگی کی ناقدری ہوتی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي."

"تم میں سے کوئی بھی شخص کسی نازل ہونے والی مصیبت یا آفت کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر ایسی ہی خواہش ہو تو یوں کہے کہ اے اللہ!! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک جینا میرے لئے بہتر ہو اور اس وقت موت دے دینا جب مرنا میرے لئے بہتر ہو۔" ②

اسلام میں خودکشی بھی اس لئے حرام ہے کہ اللہ کی طرف سے عطا کی گئی جان کو پامال کیا جاتا ہے اور ایسے ناقدرے انسان کو جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا وہی زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے پی کر اس نے اپنی جان کو ختم کیا تھا جہنم کی جلتی آگ میں بار بار اس زہر کے گھونٹ بھرے گا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي

① صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، ابواب الدیات، باب ما جاء فیمن قتل دون مالہ فہو شہید، رقم: ۱۴۲۱

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب کراہۃ تمنی الموت، رقم: ۲۶۸۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ كَانَتْ حَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا۔"

"جو شخص اپنے آپ کو کسی پہاڑ سے گرا کر مار ڈالے، تو وہ جہنم میں ہمیشہ اپنے آپ کو اوپر سے نیچے گراتا رہے گا، اور جو زہر پی کر اپنے آپ کو مار ڈالے تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں رہے گا اسے وہ ہمیشہ جہنم میں پیتا رہے گا، اور جو شخص کسی تیز دھار چیز سے اپنے آپ کو مار ڈالے تو اس کا لوہا اس [1] کے ہاتھ میں ہوگا اسے وہ جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ میں برابر گھونپتا رہے گا۔"

جان کا انسان پر حق ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو اعتدال سے بڑھ کر نفلی روزے رکھنے سے اس لئے منع فرمادیا تھا کہ اس طرح کرنے سے جان کمزور ہوگی چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ، وَأُصَلِّي اللَّيْلَ، فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيتُهُ، فَقَالَ: »أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ، وَتُصَلِّي اللَّيْلَ؟ فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا، وَلِنَفْسِكَ حَظًّا، وَلِأَهْلِكَ حَظًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ، وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا، وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ« قَالَ: إِنِّي أَجِدُنِي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ، يَا نَبِيَّ اللهِ، قَالَ: »فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ« قَالَ: وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ؟ يَا نَبِيَّ اللهِ، قَالَ: »كَانَ يَصُومُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى« قَالَ: مَنْ لِي بِهَذِهِ؟ يَا نَبِيَّ اللهِ ـ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ«

"نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ میں لگاتار (مسلسل) روزے رکھتا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا ہوں تو آپ ﷺ نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا میں آپ ﷺ سے ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم لگاتار روزے رکھتے ہو درمیان میں افطار نہیں کرتے اور ساری رات نماز پڑھتے ہو،

[1] صحیح سنن نسائی للالبانی، کتاب الجنائز، باب ترک الصلاۃ علی من قتل نفسہ، رقم:۱۹۶۵

ایسا مت کرو۔ اس لئے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر کچھ حصہ ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی۔ پس تم روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز (نفلی) بھی پڑھو اور نیند بھی کرو اور ہر دس دن میں ایک روزہ رکھ لیا کرو کہ تمہیں اس سے (باقی) نو دن (روزہ رکھنے) کا ثواب بھی ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی کریم ﷺ! ان کا روزہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابل ہوتے تو کبھی (جہاد سے) نہ بھاگتے تھے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! یہ دشمن سے نہ بھاگنا مجھے کہاں نصیب ہوسکتا ہے (یعنی یہ بڑی قوت و شجاعت کی بات ہے)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا (یعنی مطلق ثواب نہ پایا) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔" [1]

پس جان کی حفاظت کے لئے عبادت میں اعتدال کا حکم دیا گیا ہے۔ اس قیمتی جان کو اگر کوئی بلاوجہ چھین لینا چاہے تو جان کی حفاظت میں اپنا دفاع کرنا ضروری ہے۔ اس دفاع میں اگر وہ مظلومانہ موت کا شکار ہو جاتا ہے تو شہید کہلائے گا۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن صوم الدہر لمن تضرر بہ، رقم:۱۱۵۹

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اہل وعیال کی حفاظت میں مارا جانے والا

گزشتہ حدیث کے آخر میں آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

مَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

''جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔''

اہل وعیال کے حقوق کا خیال رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا بندے کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلہ میں اسے بھر پور غیرت وحمیت کا اظہار کرنا چاہئے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ« وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے کی روزن (سوراخ) سے جھانکا اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں لوہے کا آلہ (کنگھا) تھا، جس سے آپ ﷺ اپنا سر کھجا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اسے مارتا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت لینے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ آنکھ بچے (پرائے گھر میں جھانکنے سے اور یہ حرام ہے)۔'' (1)

آپ ﷺ نے یہاں شدید غصے اور غیرت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس بندے نے آپ ﷺ کے گھر کے اندر جھانکا ہے اور اس طرح جھانکنا کسی بھی گھر کی عزت وناموس کے منافی ہے۔ ایسا قبیح کام کرنے والے کو روکنا گھر اور اہل وعیال کی حفاظت کے لئے ہے۔ ایسے میں اگر لڑائی ہو جائے تو اہل خانہ کی حفاظت میں مظلومیت کی موت

(1) صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم: ۲۱۵۶

مرنے والا شہید کہلائے گا۔

گھر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ افراد خانہ کے حقوق کا خیال رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اس ضمن میں یہ روایت کس قدر واضح ہے:

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "آخَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَبَيْنَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ: مَا شَأْنُكِ مُتَبَذِّلَةً؛ قَالَتْ: إِنَّ أَخَاكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ، قَالَ: فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِيَقُومَ، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ، فَقَالَ لَهُ: نَمْ، فَنَامَ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ قَالَ لَهُ سَلْمَانُ: قُمِ الْآنَ فَقَامَا فَصَلَّيَا، فَقَالَ: "إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ"

''سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان اور ابو الدرداء کے مابین بھائی چارہ کروایا تو ایک دن حضرت سلمان نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، دیکھا کہ ان کی بیوی ام الدرداء معمولی کپڑوں میں ملبوس ہیں، چنانچہ انہوں نے پوچھا کہ تمہاری اس حالت کی کیا وجہ ہے؟ ان کی بیوی نے جواب دیا: تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کوئی رغبت نہیں ہے اتنے میں حضرت ابو الدرداء گھر آئے تو پہلے انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا پیش کیا اور کہا: کھاؤ میں آج روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تم بھی میرے ساتھ کھاؤ۔ چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا۔ پھر جب رات آئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے، تو سلمان نے ان سے کہا: سوجاؤ وہ سو گئے۔ پھر تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو کہا سو جاؤ، چنانچہ وہ سو گئے، پھر جب صبح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب ہوئی تو سلمان نے ان سے کہا: اب اٹھ جاؤ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمان نے ان سے کہا: "تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کرو"، اس کے بعد دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس گفتگو کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: "سلمان نے سچ کہا۔" (1)

آج کل جرائم پیشہ لوگ جو ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث ہیں وہ نہ صرف لوٹ مار کرتے ہیں بلکہ عزتوں کو بھی پامال کرتے ہیں۔ اغواء برائے تاوان اور زبردستی جنسی زیادتی کے واقعات اخبارات کے چہرے پر سیاہ داغ کی صورت میں روزانہ موجود ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کو روکنا اور شر پسند عناصر کو کڑی سزا دینا حکومت اور صاحب اقتدار لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ اس غفلت میں ان سے بارگاہِ الٰہی میں پوچھ ہوگی اور بہت سے لوگ ایسے واقعات میں افراد خانہ کی حفاظت میں مارے جاتے ہیں۔ ایسے قتل ہونے والے سب لوگ مذکورہ حدیث کی روشنی میں شہید کہلائیں گے۔

❁❁❁

(1) صحیح۔ سنن ترمذی للالبانی، کتاب الزہد، باب منہ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، رقم: ۲۴۱۳

(۶) طاعون کے مرض سے فوت ہونے والا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

«مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، قَالَ: «إِنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ» قَالُوا: فَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ» (1)

"تم خود میں کن افراد کو شہداء شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تب میری امت کے شہداء تو بہت کم ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ: پھر شہداء کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اور جو اللہ کی راہ میں مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون کے مرض میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ کے مرض سے فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔"

طاعون کے مرض سے فوت ہونے والا شہید ہے مذکورہ حدیث کے علاوہ اس پر اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

❁ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، قَالَتْ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: بِمَ مَاتَ يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرَةَ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: بِالطَّاعُونِ، قَالَتْ: فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ» (2)

"سیدہ حفصہ بنت سیرین سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یحییٰ بن ابی عمرۃ کیسے فوت ہوئے انہوں نے کہا

(1) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، رقم: ۱۹۱۵
(2) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، رقم: ۱۹۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے بتایا: طاعون سے اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔"

❁ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: "سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ."

"ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے لیے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ اللہ کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔" (1)

❁ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ» وَقَالَ: "الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ."

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار شاخ دیکھی تو (اسے راستے سے) ہٹا دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیتے ہوئے اس کو بخش دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء پانچ قسم کے ہیں۔ جو طاعون سے فوت ہو جائے جو پیٹ کے عارضے سے مرے اور جو پانی میں ڈوب کر مر جائے اور جو

(1) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، رقم: ۳۴۷۴

دب کر مر جائے اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے۔" (1)

طاعون کیا ہے؟

یہ ایک قسم کا شدید متعدی مرض ہے جس میں سخت بخار ہوتا ہے اور جسم کے مختلف مقامات کی گلٹیوں میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ عموماً جنگاسہ یا بغل میں یا کان کے پیچھے گردن میں بدیں نکل آتی ہیں اور کمال درجہ کا ضعف ہوتا ہے۔

بعض اوقات مرض نمونیا کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اس کو نمونیائی پلیگ کہتے ہیں ایک اور قسم ایسی ہے کہ جس میں صرف شدید بخار چڑھتا ہے اور پلیگ کا زہر سارے خون میں سرایت کر جاتا ہے جس سے سارا خون زہریلا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی طاعون بہت مہلک ہوتی ہے۔ اس کو عفونتی پلیگ کہتے ہیں۔

اسباب مرض:

اصل سبب اس مرض کا ایک نہایت چھوٹا کیڑا ہے جس کو (Bacillus Pestis) یعنی طاعون کا کیڑا کہتے ہیں۔ یہ جراثیم تمام طاعون کے مریضوں کی بدوں اور متورم غدودوں نیز نمونیائی طاعون کے مریضوں کے تھوک اور بلغم میں اور تمام مریضان عفونتی کے خون میں پائے جاتے ہیں۔

بیوبونک پلیگ:

گلٹی دار طاعون جس کو انگریزی اصطلاح میں (Bubanic Plague) کہتے ہیں بلاشبہ یہ مرض چوہوں سے آدمیوں کو لگ جاتا ہے۔ درحقیقت یہ مرض چوہوں کا ہے۔ اگر کسی گاؤں یا قصبہ میں چوہے نہ ہوں تو اس گاؤں یا قصبہ میں پلیگ نہیں پھیلتی۔

جب کسی چوہے کو پلیگ ہو جاتی ہے تو اس کے خون کے چھوٹے چھوٹے قطروں میں طاعون کے جراثیم یا تخم ہزاروں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ ہر ایک چوہے کے جسم پر پسو ہوتے ہیں جو کہ ان کو کاٹتے اور ان کا خون چوستے ہیں تو ساتھ ہی طاعون کے ہزارہا جراثیم کو بھی چوس جاتے ہیں۔ جب پلیگ زدہ چوہا مر جاتا ہے تو پسو اُسے چھوڑ کر دوسرے

(1) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، رقم: ۱۹۱۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوہوں کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ اگر انہیں چوہے نہ ملیں تو وہ آدمیوں پر جا بیٹھتے ہیں اور کاٹتے ہیں اس طرح سے طاعون کے جراثیم اُن آدمیوں کے خون میں چلے جاتے ہیں اور اُن کو پلیگ کا مرض ہو جاتا ہے۔

جب ایک آدمی طاعون زدہ گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جاتا ہے جہاں طاعون نہ ہو تو اس کے کپڑوں یا بستر میں ایسے پسو موجود ہوتے ہیں جو طاعون زدہ چوہوں کے اوپر سے اُن کے مرنے کے بعد ان کے جسم سے اُترے تھے۔ جب وہ شخص دوسرے گاؤں میں پہنچ کر کسی گھر میں اپنا بستر رکھتا ہے تو وہ پسو اُس کے بستر سے نکل کر اُس گھر کے چوہوں کو کاٹتے ہیں اور پھر چوہے بھی طاعون زدہ ہو کر مرنے لگتے ہیں اور اس طرح سے اُس گاؤں کے لوگوں میں بھی یہ مرض پھیل جاتا ہے۔ اکثر مرتبہ اس شخص کو جو اپنے ہمراہ چوہوں کے پسو لے آیا تھا پلیگ ہو جاتا ہے یا ممکن ہے کہ چوہوں کے پسو جن کے اندر پلیگ کے جراثیم موجود ہوں اس کی روانگی سے پیشتر ہی اُس کو کاٹ چکے ہوں۔

پلیگ سے بچنے کے طریقے:

(۱) چونکہ یہ بیماری چوہوں کے ذریعہ پھیلتی ہے اس لئے جس گاؤں میں چوہے نہ ہوں وہاں یہ بیماری نہیں پھیلتی۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو چوہوں کو بڑھنے نہ دیا جائے۔

(۲) پلیگ کے اجزاء جب تک ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں نہیں جاتے تب تک یہ بیماری دوسروں گاؤں کے چوہوں میں نہیں پھیل سکتی اس لئے لازم ہے کہ طاعون زدہ گاؤں کے لوگوں کو اجازت نہ دی جائے کہ وہ دوسرے گاؤں میں آ کر بیماری پھیلائیں۔

(۳) گھروں میں اناج اور ایسی چیزیں ذخیرہ نہیں کرنی چاہئیں کہ جن پر چوہے پرورش پاتے رہیں۔ حتیٰ الامکان گھر کے کمروں کا فرش پختہ ہونا چاہئے تا کہ چوہے ان میں بل نہ بنا سکیں۔ گھر کے سوراخ اور نالیاں بھی بخوبی صاف رکھنی چاہئیں۔ گھر میں کسی جگہ بھی غلاظت نہیں پڑی رہنی چاہئے غرضیکہ ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ گھر میں کوئی چوہا نہ آئے اور نہ رہ سکے۔

(۴) جس مکان میں پلیگ کی واردات ہو چکی ہو اُس مکان کو فوراً خالی کر دینا چاہئے اور

اُسے اچھی طرح سے پاک و صاف کروانا چاہئے اور کمروں میں آگ جلا کر اُس میں گھی اور خوشبودار چیزیں جلانی چاہئیں ہون سامگری میں اگر پپیتا کوٹ کر ملایا جائے اور اُس کو گھی کے ساتھ جلایا جائے تو نہایت اعلیٰ (Disinfectant) دوائی بن جاتی ہے اور بجائے بو کے کمروں میں خوشبو بھی رہتی ہے۔ اس طرح حرارت پہنچانے سے چوہوں کے پسو مر جاتے ہیں۔ دیواروں پر سفیدی بھی کرا دینی چاہئے۔

(۵) تمام ایسی چیزوں کو جن کو پلیگ کی چھوت یعنی اُس کے لگ جانے کا اندیشہ ہو مثلاً مریض کا لباس، بستر اور چارپائی وغیرہ انہیں جلا دینا چاہئے۔

(۶) پلیگ کے بیمار کا پیشاب و پاخانہ، تھوک و بلغم اور بدوں کی آلائش وغیرہ میں کوئلے اور مٹی کا تیل ڈال کر جلوا دینا چاہئے۔

(۷) سرکاری ہسپتالوں میں طاعون سے بچنے کے لئے ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کا تجربہ ہے کہ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس ٹیکہ کا اثر قریباً چھ ماہ تک رہتا ہے۔ اس معیاد کے بعد پھر ٹیکہ لگوانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۸) جس گاؤں یا شہر میں پلیگ ہو وہاں کے باشندوں کو لازم ہے کہ اپنے کپڑے اور گھر صاف ستھرے رکھیں اور بستر کے کپڑوں اور چارپائیوں کو دن کے وقت دھوپ میں رکھیں جہاں کھلی ہوا چلتی ہو۔ نیز ٹانگوں اور بازوؤں پر سرسوں کے تیل کی مالش روزانہ کرنی چاہئے۔

اقسام مرض:

بلحاظ مرض کی شدت وخفیف کے یہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) طاعون خفیف

(۲) طاعون شدید

طاعون شدید کی بلحاظ علامات وعوارض پھر تین قسمیں ہیں:

(۱) بیوبوک پلیگ (گلٹی دار طاعون)

(۲) نیومونک پلیگ (نمونیائی طاعون)

(۳) سپٹی سی مک پلیگ (عفونتی طاعون)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاعون خفیف:

اس طاعون کی وبا طاعون کے شروع یا اخیر میں ہوا کرتی ہے۔ اس کی علامات میں خفیف سا بخار بھی ہو جاتا ہے لیکن مریض کو کوئی خاص تکلیف محسوس نہیں ہوتی اور اس کو خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ مرض پلیگ میں مبتلا ہے۔ چند یوم کے بعد وہ گلٹیاں خود بخود بیٹھ جاتی ہیں اور کبھی کبھی ان میں پیپ پڑ جاتی ہے، اس قسم کی پلیگ کبھی مہلک نہیں ہوتی۔

طاعون شدید:

بیوبونک پلیگ (Bubonic Plague) اس مرض کا حملہ یکا یک ہوتا ہے۔ چنانچہ جاڑا لگ کر تیز بخار چڑھ جاتا ہے۔ پیاس کی شدت ہوتی ہے۔ بھوک ماری جاتی ہے۔ نبض بہت تیز چلتی ہے۔ آنکھوں میں خماری ہوتی ہے اور مریض کے چہرے پر نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ کسی سخت مرض میں مبتلا ہے۔ کبھی تو بخار کے ساتھ ہی اور کبھی دو چار روز بعد بغل، گردن یا جنگاسہ کے غدود متورم ہو کر بدیں نکل آتی ہیں۔ جن میں بڑا سخت درد اور جلن ہوتی ہے۔ شروع مرض میں بخار تیز ہوتا ہے لیکن جب بدیں نکل آتی ہیں تو بخار گھٹ جاتا ہے مگر بعدہ پھر بخار تیز ہو کر قائم رہتا ہے۔ کمزوری غایت درجہ کی ہو جاتی ہے اور مریض کے چہرے پر مردنی چھا جاتی ہے۔ کبھی ناک منہ یا مقعد سے خون جاری ہو جاتا ہے اور کبھی جلد کے زیریں جریان خون ہو کر کالے کالے داغ پڑ جاتے ہیں اور اگر یہ سیاہ داغ بکثرت ہوں تو جلد کی رنگت سیاہ معلوم ہوتی ہے۔

نمونیائی طاعون:

Pneumonic Plague اس قسم کی پلیگ نہایت ہی مہلک اور نہایت ہی چھوت دار ہوتی ہے۔ اس کی چھوت بذریعہ تنفس مریض سے تندرست کو لگ جاتی ہے اور زہر پھیپھڑوں میں سرایت کر جاتا ہے اور طاعون نمونیا ہو جاتا ہے۔ بخار شدید ہوتا ہے اور بے چینی بہت ہوتی ہے اور کھانسی ہوتی ہے۔ اول اول خشک کھانسی آتی ہے پھر بلغم خارج ہونے لگتی ہے اور بعد ازاں بلغم کے ہمراہ خون بھی ملا ہوا آتا ہے۔ جس میں پلیگ کے جراثیم لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ سینہ میں درد ہوتا ہے اور سانس بڑی تکلیف سے آتا ہے اور مریض

سخت تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور آخر کار کمال کا ضعف ہو کر مریض انتقال کر جاتا ہے۔ نمونیائی پلیگ نہایت ہی مہلک مرض ہے۔

نمونیائی پلیگ کی چھوت ایک مریض سے بذریعہ تنفس تندرست اشخاص کو لگ جاتی ہے لیکن گلٹی دار طاعون کی چھوت مریض سے تندرست اشخاص کو نہیں لگتی جب تک طاعونی چوہے کے پسو انسان کو نہ کاٹیں۔

غفونتی طاعون:

(Septicemic Plague) اس قسم کی پلیگ میں مرض کا زہر غدودوں یا کسی خاص حصہ جسم تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ سارے خون میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس قسم کی طاعون نہایت مہلک ہوتی ہے۔ اس میں بے چینی، بے خوابی، دردسر، ہذیان اور بے ہوشی بہت ہی شدید ہوتی ہے۔ ضعف قلب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس مرض کا مریض عموماً چوبیس یا چھتیس گھنٹوں کے اندر اندر انتقال کر جاتا ہے۔

(پریکٹس آف میڈیسن از ڈاکٹر دولت سنگھ ص ۱۷۶، ۱۷۷)

طاعون زدہ علاقہ سے نہ بھاگنے کا حکم:

جس علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے آپ ﷺ نے باہر کے لوگوں کو اس علاقہ کی طرف پیش قدمی سے منع فرمایا ہے اور جو لوگ اس علاقہ میں موجود ہوں ان کو وہاں سے بھاگنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر وہ صبر سے اس علاقہ میں موجود رہیں تو ان کی موت شہادت کی موت تصور ہوگی۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ"

"طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لیے جب کسی جگہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون کی بیماری پھیلی ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔" (۱)

اس سلسلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ حدیث بڑی جامع ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أَهْلُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ لَهُ، فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ، وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ، فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ، فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ - وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ - نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ إِلَى قَدَرِ اللهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ

(۱) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار، رقم: ۳۴۷۳

عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ« قَالَ: فَحَمِدَ اللهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ انْصَرَفَ

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے۔ جب (مقام) سرغ پر پہنچے (جو کہ کنارہ حجاز پر شام سے متصل ایک بستی ہے) تو ان سے اجناد کے لوگوں نے ملاقات کی (اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں، فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور قنسرین) سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان سے بیان کیا کہ شام کے ملک میں وبا پھیل گئی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے سامنے مہاجرین اوّلین کو بلاؤ۔ (مہاجرین اوّلین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہو) میں نے ان کو بلایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا اور ان سے بیان کیا کہ شام کے ملک میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ ایک اہم کام کے لئے نکلے ہوئے ہیں اس لئے ہم آپ کا لوٹنا مناسب نہیں سمجھتے۔ بعض نے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ لوگ ہیں جو اگلوں میں باقی رہ گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور ہم ان کو وبائی ملک میں لے جانا مناسب نہیں سمجھتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تم لوگ جاؤ۔ پھر کہا کہ انصار کے لوگوں کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا تو انہوں نے ان سے مشورہ لیا۔ انصار بھی مہاجرین کی طرز پر چلے اور انہی کی طرح اختلاف کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جاؤ۔ پھر کہا کہ اب قریش کے بوڑھوں کو بلاؤ جو فتح مکہ سے پہلے یا (فتح کے ساتھ ہی) مسلمان ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو بلایا اور ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہیں کیا، سب نے یہی کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو لے کر لوٹ جائیے اور ان کو وبا کے سامنے نہ کیجئے۔ آخر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہوں گا (اور مدینہ لوٹوں گا) تم بھی سوار ہو جاؤ۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیر سے بھاگتے ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاش یہ بات کوئی اور کہتا ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔ کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اور تم اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب کنارے میں چراؤ تو اللہ کی تقدیر سے چرایا اور جو خشک اور خراب میں چراؤ تب بھی اللہ کی تقدیر سے چرایا (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس چرواہے پر کوئی الزام نہیں بلکہ اس کا فعل قابل تعریف ہے کہ جانوروں کو آرام دیا ایسا ہی میں بھی اپنی رعیت کا چرانے والا ہوں تو جو ملک اچھا معلوم ہوتا ہے ادھر لے جاتا ہوں اور یہ کام تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین تقدیر الٰہی ہے)؟ اتنے میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: میرے پاس اس مسئلہ کی دلیل موجود ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم سنو کہ کسی ملک میں طاعون پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے ملک میں طاعون کی وبا پھیلے تو بھاگو بھی نہیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا (کہ ان کی رائے حدیث کے موافق قرار پائی) اور واپس لوٹ آئے۔'' (1)

مدینہ اور طاعون:

دنیا کے تمام علاقوں میں کسی بھی جگہ طاعون کا مرض پھوٹ سکتا ہے لیکن مدینہ کو اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت سے نوازا ہے کہ وہاں طاعون کا مرض داخل نہیں ہو سکتا مدینہ وہ شہر خوشگوار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت عطا فرمائی ہے کہ اس کے راستوں پر فرشتے پہرہ داری کیلئے متعین ہیں وہاں نہ دجال داخل ہو سکے گا اور نہ طاعون چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

❁ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ، وَلَا الدَّجَّالُ."

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے

(1) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکہانۃ ونحوہا، رقم: ۲۲۱۹

راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجال نہیں آ سکتا۔'' (1)

❁ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ."

''مدینہ پر دجال کا رعب بھی نہیں پڑے گا اس دور میں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔'' (2)

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ، وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ."

''کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے، ان کے ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ہر کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا۔'' (3)

کیا طاعون ایک نعمت ہے؟

طاعون کو مسلمان کے لئے شہادت کہا گیا ہے۔ اس سے یہ سوال ذہن میں آتا ہے کیا طاعون ایک مسلمان کے لئے انعام ہے جو اسے شہادت کے مرتبہ پر فائز کر دیتی ہے؟...... اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا وہ بیماری جس کو بنی اسرائیل پر ایک عذاب کی صورت میں بھیجا گیا ہے وہ انعام نہیں ہو سکتی ایسی بیماریاں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتی ہیں اور لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں لیکن جس علاقہ میں یہ پھیلتی ہیں وہاں اللہ کے نیک بندے بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کا مقام عطا فرما

(1) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب صیانۃ المدینۃ من دخول الطاعون والدجال الیہا، رقم: ۱۳۷۹

(2) صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب لا یدخل الدجال المدینۃ، رقم ۱۸۷۹

(3) صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب مذکورہ، رقم: ۱۸۸۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں جبکہ بیماریوں کا نزول عموماً نافرمانیوں اور خطاؤں کی وجہ سے ہوتا ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللَّهِ، وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ، إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ ۔"

"اے مہاجرین کی جماعت! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم اُن میں مبتلا ہو، (وہ پانچ باتیں یہ ہیں) پہلی یہ کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش (فسق و فجور اور زنا کاری) ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھیں، دوسری یہ کہ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو وہ قحط، معاشی تنگی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں، تیسری یہ کہ جب لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے، اور اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا، چوتھی یہ کہ جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے علاوہ لوگوں میں سے کسی دشمن کو مسلط کر دیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے چھین لیتا ہے، پانچویں یہ کہ جب ان کے حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے۔" (1)

(1) حسن، سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الفتن، باب العقوبات، رقم: ۴۰۱۹

اس حدیث مبارک سے بالکل واضح ہو گیا کہ بہت سی ایسی بیماریاں اجتماعی گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں لیکن نافرمان لوگوں کے ساتھ ساتھ نیک لوگ بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں یہ سب لوگ اپنی نیتوں اور اعمال کے مطابق اُٹھائے جائیں گے۔

طاعون سے فوت ہونے والے بارگاہِ الٰہی میں:

سیدنا عرباض بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِلَى رَبِّنَا فِي الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُونِ، فَيَقُولُ الشُّهَدَاءُ: إِخْوَانُنَا قُتِلُوا كَمَا قُتِلْنَا، وَيَقُولُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ: إِخْوَانُنَا مَاتُوا عَلَى فُرُشِهِمْ، كَمَا مُتْنَا، فَيَقُولُ: رَبُّنَا انْظُرُوا إِلَى جِرَاحِهِمْ، فَإِنْ أَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُولِينَ، فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ، وَمَعَهُمْ، فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ ."

"طاعون سے مرنے والوں کے بارے میں شہدا اور اپنے بستروں پر مرنے والے اللہ کے حضور اپنا جھگڑا (مقدمہ) پیش کریں گے، شہید لوگ کہیں گے: یہ ہمارے بھائی ہیں، جیسے ہم مارے گئے ہیں یہ لوگ بھی مارے گئے ہیں، اور جو لوگ اپنے بستروں پر فوت ہوئے وہ کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ لوگ اپنے بستروں پر مرے ہیں جیسے ہم لوگ اپنے بستروں پر مرے ہیں۔ تو میرا رب کہے گا: ان کے زخموں کو دیکھو اگر ان کے زخم شہیدوں کے زخم سے ملتے ہیں تو یہ لوگ شہیدوں میں سے ہیں اور شہیدوں کے ساتھ رہیں گے، تو جب دیکھا جائے گا تو ان کے زخم شہیدوں کی طرح ہوں گے۔" (1)

❀❀❀

(1) صحیح سنن نسائی للالبانی، کتاب الجہاد، باب مسالة الشہادة، رقم: ۳۱۶۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٧) پیٹ کے مرض سے فوت ہونے والا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ."

''شہید پانچ ہیں۔ جو طاعون سے فوت ہو جائے جو پیٹ کے عارضے سے مرے اور جو پانی میں ڈوب کر مرے اور جو دب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے۔'' (1)

پیٹ کے امراض بہت سارے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »اسْقِهِ عَسَلًا« فَسَقَاهُ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي سَقَيْتُهُ عَسَلًا فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا. فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: »اسْقِهِ عَسَلًا« فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »صَدَقَ اللهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ« فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

''ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ۔ اس نے شہد پلا دیا۔ پھر آیا اور کہنے لگا کہ شہد پلانے سے دست اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ شہد پلاؤ۔ پھر چوتھی بار وہ آیا اور کہنے لگا کہ میں نے شہد پلایا، لیکن دست زیادہ ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ پھر اس نے شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔'' (2)

اس آدمی کو اسہال کا مرض لاحق ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا شہد سے علاج کیا۔

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشہداء، رقم ۱۹۱۴

(2) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بسقی العسل، رقم: ۲۲۱۷

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اسہال یا پیچش کی وجہ سے فوت ہو گیا تو وہ شہید ہے، لیکن پیٹ کے مرض میں وہ سب بیماریاں شامل ہیں جو پیٹ سے متعلق ہیں مثلاً پیٹ میں پانی پڑ جانا، پیٹ کا درد، انتڑیوں کے امراض اور کسی بھی طرح کا پیٹ کا مرض جس کی شدت سے آدمی فوت ہو گیا تو شہید کہلائے گا اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے کسی مرض کا نام نہیں لیا بلکہ مطلق فرمایا ہے کہ جو پیٹ کے مرض سے فوت ہو جائے اس کے لئے شہادت ہے۔

❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) زچگی کی حالت میں فوت ہونے والی عورت

رسول اللہ ﷺ نے شہداء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ".

"وہ عورت جو حالت حمل میں مرجائے شہید ہے۔"(1)

زچگی کی حالت میں فوت ہونے والی عورت پر آپ ﷺ نے نماز جنازہ ادا فرمائی ہے اور آپ ﷺ میت کے وسط میں کھڑے ہوئے سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ وَسَطَهَا".

"ایک عورت زچگی میں مرگئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، اس وقت آپ ﷺ اس کے (جسم کے) وسط میں کھڑے ہوئے۔"(2)

یہی روایت صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے اور فوت ہونے والی عورت کا نام بھی موجود ہے چنانچہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَلَّى عَلَى أُمِّ كَعْبٍ، مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا".

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ام کعب رضی اللہ عنہا پر نماز جنازہ پڑھی جو نفاس میں فوت ہوگئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے جنازہ کے وسط میں کھڑے ہوئے۔"(3)

شہادت کا یہ رتبہ عورت کے لئے کیوں ہے؟

عورت بچے کی پیدائش پر سخت تکلیف جھیلتی ہے وہ نو ماہ اسے اپنے پیٹ میں اُٹھائے پھرتی ہے اور جب پیدائش کا وقت آتا ہے اسے شدید حالت کا سامنا کرنا پڑتا ہے

(1) صحیح سنن ابی داود للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات فی الطاعون، رقم: ۳۱۱۱

(2) صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب الصلاۃ علی النفساء وسنتہا، رقم: ۳۳۲

(3) صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب این یقوم الامام من المیت للصلاۃ علیہ، رقم ۹۶۴

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ"

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے اٹھائے رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ پس میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔"(1)

جس دکھ اور تکلیف کا ذکر قرآن پاک نے کیا ہے وہ کوئی معمولی تکلیف نہیں ہوسکتی یہی وجہ ہے کہ اس کیفیت میں اسے فوت ہونے پر شہادت کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہ ماں کی عظمت کو سلام ہے کہ اگر وہ زچگی کی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کے لئے شہادت کا درجہ ہے اور اگر بچے کی پرورش کرے تو اس کے لئے جنت کا مقام ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ".

"ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔"(2)

ماں ایک ایسا کردار ہے کہ اس سے اچھا رشتہ کوئی نہیں وہ اپنے پیٹ میں بچے کی پرورش کرتی ہے اور جب وہ دنیا میں آتا ہے تو خود بھوکا رہ کر اسے کھلاتی ہے۔

(1) لقمان: ۱۴

(2) صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، رقم: ۱۴۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٩) ذات الجنب کے مرض سے فوت ہونے والا

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ، فَصَاحَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: "غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ، فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ، فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكٍ يُسَكِّتُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ، قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمَوْتُ، قَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ، وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟ قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشَّهَادَةُ سَبْعٌ، سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ".

''رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیمار پرسی کے لیے آئے تو ان کو بیہوش پایا، آپ ﷺ نے انہیں پکارا تو انہوں نے آپ کو جواب نہیں دیا، تو آپ ﷺ نے ''إنا لله وإنا إليه راجعون'' پڑھا، اور فرمایا: "اے ابوربیع! تمہارے معاملے میں قضاء ہمیں مغلوب کر گئی''، یہ سن کر عورتیں چیخ پڑیں، اور رونے لگیں تو ابن عتیک رضی اللہ عنہ انہیں خاموش کرانے لگے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھوڑ دو (رونے دو انہیں) جب واجب ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے"، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول: واجب ہونے سے کیا

مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "موت"، عبداللہ بن ثابت کی بیٹی کہنے لگیں: میں پوری امید رکھتی تھی کہ آپ شہید ہوں گے کیونکہ آپ نے جہاد میں حصہ لینے کی پوری تیاری کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کے موافق اجر وثواب دے چکا، تم لوگ شہادت کسے سمجھتے ہو؟" لوگوں نے کہا: اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا شہادت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قتل فی سبیل اللہ کے علاوہ بھی سات شہادتیں ہیں: طاعون میں مرجانے والا شہید ہے، ڈوب کر مرجانے والا شہید ہے، "ذات الجنب" سے مرجانے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری سے مرجانے والا شہید ہے، جل کر مرجانے والا شہید ہے، جو دیوار گرنے سے مرجائے وہ شہید ہے، اور وہ عورت جو حالت حمل میں مرجائے تو وہ بھی شہید ہے۔'' (1)

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کے آخری ٹکڑا میں شہداء کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ذات الجنب کے مرض سے فوت ہونے والا بھی شہید ہے۔ ذات الجنب کا مرض کیا ہے؟ طب کی کتابوں سے اس کی یہاں مختصر تفصیل درج کی جارہی ہے:

اس مرض میں پھیپھڑے کے غلاف میں جس کو انگریزی میں پلورا کہتے ہیں ورم ہو جاتا ہے یہ کبھی ایک طرف ہوتا ہے کبھی دونوں طرف اسے پلورس بھی کہتے ہیں۔

علامات مرض:

پلورسی کا حملہ یکایک ہوتا ہے۔ بخار کے ہمراہ درد شروع ہو جایا کرتا ہے۔ پستان کے زیریں سخت چبھن پڑنے لگتی ہے اور ایسا تیز درد ہوتا ہے۔ مانو کہ کوئی برچھی چبھو رہا ہے۔ کھانستے وقت زیادتی ہوتی ہے۔ ماؤف جگہ کو دبانے اور گہرا سانس لیتے وقت درد ہوتا ہے۔ مریض مارے درد کے سینہ کو حرکت نہیں دے سکتا تاکہ سانس لیتے وقت پھیپھڑے میں زیادہ حرکت نہ ہو اس لئے بیمار اسی کروٹ لیٹا رہتا ہے۔ درد کی ٹیسیں بغل بلکہ ہنسلی کی ہڈی تک محسوس ہوتی ہیں۔ سانس تیز اور کھنچ کر آتا ہے اور تھوڑی تھوڑی خشک کھانسی بھی ہوتی ہے۔ پسلیوں کے درمیانی مقام پر دبانے سے درد ہوتا ہے۔ بیمار سانس پیٹ سے لیتا ہے۔ زبان

(1) صحیح، سنن ابی داود للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات فی الطاعون، رقم: ٣١١١

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میلی اور پھٹی ہوئی ہوتی ہے اور اس پر سفید فرجی ہوتی ہے۔ چہرہ سرخ، نبض بھری ہوئی اور تیز چلتی ہے۔ پیشاب کم اور سرخ رنگ کا آتا ہے اگر پلورسی کے ہمراہ پھیپھڑا بھی متورم ہوگیا ہو تو بلغم بکثرت اور خون آلود آتی ہے۔ حرارت جسم بہت بڑھ جاتی ہے۔ یعنی 103 سے 105 تک ہوتی ہے، لیکن صرف پلورسی کی حالت میں 101 سے 103 تک ہوا کرتی ہے۔ یا تو غلاف پھیپھڑے کے دونوں پردے صحت یاب ہو کر اپنی اصلی حالت اختیار کر لیتے ہیں اور یا دونوں سخت ہو کر آپس میں جڑ جاتے ہیں اور یا اُن کے درمیان آب خون بھر جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں Hydrotharax کہتے ہیں۔ یا تو یہ آب خون جذب ہو جاتا ہے اور یا پیپ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کی مقدار اتنی بڑھ جاتی ہے کہ پھیپھڑوں اور دل پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اور ان کے فعل میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے، لیکن جب پیپ بن جائے تو ایسی حالت کو انگریزی میں Empyema کہتے ہیں۔ یہ مرض کی خراب ترین حالت میں ہوتا ہے اور اگر پلورسی چوٹ آنے یا زخم لگنے سے پیدا ہو تو آب خون یا خون کی کمی بیشی سے دم کشی پر بڑا بھاری اثر پڑتا ہے کیونکہ زائد ہونے کی حالت میں پھیپھڑہ دب جاتا ہے اور ہوا کا گزر اس میں اچھی طرح سے نہیں ہو سکتا اور بیمار جلدی جلدی سانس لیتا ہے۔

اسباب مرض:

ٹھنڈ لگنا یا پسینہ آتے آتے فوراً سردی لگ کر یا بھیگا ہوا کپڑا پہننے سے اور کبھی سینہ پر چوٹ آنا یا زخم لگنا یا اپریشن کرانا یا پسلی کا ٹوٹ جانا۔ اس مرض کے اسباب ہیں۔ بعض اوقات اس مرض کا سبب ٹیوبرکل (مادۂ سل) ہوتا ہے جو کہ پھیپھڑوں کے غلاف میں سرایت کر کے اس مرض کو پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب یہ بیماری ذاتی طور پر ہوتی ہے تب اکثر اس مرض کا سبب مادہ سل ہوا کرتا ہے۔ اکثر اوقات نمونیا کے ہمراہ پلورسی بھی ہو جایا کرتی ہے۔ پھیپھڑے میں جو ورم ہوتا ہے اس کے باعث غلاف میں بھی ورم ہو جاتا ہے۔ کبھی آس پاس کے اعضاء کا ورم بڑھ کر غلاف پھیپھڑہ تک پھیل جاتا ہے اور کبھی سوزشی مادہ یا پیپ پھیپھڑوں کے غلاف کے جوف میں جا کر اس مرض کا سبب بنا کرتی ہے۔

بعض دیگر شدید امراض مثلاً خسرہ، چیچک، تپ محرقہ، سوزش گردہ، انفلوائنزا (وبائی زکام) زچہ کا بخار (Puerperal Faver) شدید وجع المفاصل وغیرہ کے سبب سے خون میں

زہر پیدا ہو جانے کے باعث پلورسی کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

فزیکل سائنز یا علامات ظاہری:

آغاز مرض میں سٹیتھوسکوپ (Stethoscope) ماؤف جگہ پر لگانے سے خشک متورم پردوں میں رگڑ کی آواز سنائی دیتی ہے یا آب خون کے تراوش پانے سے یہ پردے الگ الگ ہو جاتے ہیں اور ٹھونکنے سے ٹھوس آواز پیدا ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں پسلیوں کی درمیانی جگہ یا تو ہموار ہو جاتی ہے یا اونچی دکھائی دیتی ہے۔

غذا:

خوراک ہلکی ہونی چاہیے۔ دودھ، مونگ کی دال، چنے کا پانی اور چپاتی وغیرہ۔ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ مریض کو زیادہ سیال اشیاء نہ دی جائیں بلکہ جب بخار اُتر جائے اور سینہ میں پانی کی زیادتی ہو تو خشک غذا دینی مناسب ہے۔

Practices of medicine by Dr. Dolat Singh Page 131.132

ذات الجنب کا نبوی علاج:

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ: "عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ؛ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ".[3]

"میں اپنے بچے کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور اس سے پہلے میں نے "عذرہ" (ورم حلق) کی شکایت سے اس کا حلق دبایا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: "آخر کیوں تم لوگ اپنے بچوں کے حلق دباتی ہو؟ تم یہ عود ہندی اپنے لیے لازم کرلو، اس لیے کہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے،

[3] صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب دواء العذرۃ، والنہی عن الغمز، رقم: ۳۴۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ''عذرہ'' (ورم حلق) کی شکایت ہو تو اس کو ناک میں ٹپکایا جائے، اور اگر ''ذات الجنب'' (نمونیہ) کی شکایت ہو تو اسے منہ سے پلایا جائے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حلق کے مرض میں عود ہندی کو ناک میں ٹپکایا جائے اور ذات الجنب میں اسے پلایا جائے جبکہ عود ہندی ایک خوشبودار لکڑی ہے اور لکڑی کو کیسے ٹپکایا جا سکتا ہے درحقیقت آپ ﷺ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ناک میں ٹپکانے کے لئے اس کا عرق یا تیل نکال کر استعمال کیا جائے اور ذات الجنب میں پلانے کے لئے اس کا سیرپ یا شربت بنا کے پلایا جائے۔''

❀❀❀

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) جل کر مر جانے والا

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ.

''جل کر مر جانے والا شہید ہے۔'' (1)

مراد اس سے یہ ہے کہ اتفاقاً کہیں آگ بھڑک اُٹھی اور کچھ افراد اس کی زد میں آ گئے وہ بھاگ نہ پائے اور جل کر مر گئے یا کسی مرد یا عورت کو جلا کے مار دیا گیا وہ شہید ہے اور جلانے والا قاتل بھی اور بڑا مجرم بھی اسلئے کہ آپ ﷺ نے جلانے کے عذاب سے منع فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ آگ اللہ کا عذاب ہے اور اللہ کا عذاب بندہ کسی کو دے یہ درست نہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ، وَقَالَ لَنَا: "إِنْ لَقِيتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا". (2)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک فوج میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اگر فلاں فلاں دو قریشی جن کا آپ نے نام لیا تم کو مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ سے رخصت ہونے کی اجازت لینے کے لیے حاضر ہوئے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہلے ہدایت کی تھی کہ فلاں فلاں قریشی اگر تمہیں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آگ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے سزاوار نہیں ہے۔ اس لیے اگر وہ تمہیں مل جائیں تو

(1) صحیح۔ سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات فی الطاعون، رقم: ۳۱۱۱

(2) صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب التودیع، رقم: ۲۹۵۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں قتل کر دینا (آگ میں نہ جلانا)"

کیا کسی صورت میں جلایا بھی جا سکتا ہے؟

صرف قصاص کے طور پر جلایا جا سکتا ہے یعنی اگر کوئی کسی کو جلا کر ہلاک کر دے تو ایسے شقی القلب انسان کو بدلے میں اسی طرح جلایا جا سکتا ہے لیکن یہ کام بھی صرف حکومت اور عدالت کا ہے۔ عوام قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے اس کی دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے 'إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ' (اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو آگ سے جلا دے تو کیا اسے بدلہ میں جلایا جا سکتا ہے) اور اس ضمن میں یہ حدیث درج فرمائی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ابْغِنَا رِسْلًا، قَالَ: "مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِالذَّوْدِ فَانْطَلَقُوا، فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا، وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا، وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ، وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، فَأَتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ، فَكَحَلَهُمْ بِهَا، وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا". قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا.

"قبیلہ عکل کے آٹھ آدمیوں کی جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (اسلام قبول کرنے کو) حاضر ہوئی لیکن مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لیے دودھ کا انتظام کر دیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے دودھ کا انتظام نہیں کر سکتا، تم (صدقہ کے) اونٹوں میں چلے جاؤ۔ ان کا دودھ اور پیشاب پیو' تاکہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے۔ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پی کر تندرست ہو گئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا' اور اونٹوں کو اپنے ساتھ

لے کر بھاگ نکلے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا' ایک شخص نے اس کی خبر آپ ﷺ کو دی' تو آپ ﷺ نے ان کی تلاش کے لیے سوار دوڑائے' دوپہر سے پہلے ہی وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ پھر آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلائی گرم کر کے پھیر دی گئی اور انہیں حرہ (مدینہ کی پتھریلی زمین) میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔ (ایسا ہی انہوں نے اونٹوں کے چرانے والے کے ساتھ کیا تھا' جس کا بدلہ انہیں دیا گیا) ابو قلابہ نے کہا کہ انہوں نے قتل کیا تھا' چوری کی تھی' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کی تھی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔"[1]

آپ ﷺ نے یہ قصاص میں قتل کیا ہے اور آپ ﷺ مدینہ کے فرمانروا تھے پس یہ کام حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا ہے عوام کا نہیں اور بغیر قصاص کے کسی کو جلانے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

کیا جرگہ کے فیصلہ پر کسی کو جلایا جا سکتا ہے؟

اخبارات میں ایسی بہت سی خبریں چھپتی رہتی ہیں جن میں جرگہ کے حکم سے بعض غیر قانونی اور غیر اخلاقی سزاؤں کا ذکر ہوتا ہے جون ۲۰۱۶ء میں یہ خبر چھپی کہ جرگہ کے فیصلہ پر ایک نوجوان لڑکی کو زندہ جلا دیا گیا۔ کبھی یہ صلح کے نام پر چھوٹی بچیوں کے نکاح کے فیصلے کرتے ہیں اور کبھی چور کو اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں پر چلنے کا فیصلہ صادر ہوتا ہے واضح رہے فیصلہ کرنے کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے اور وہ ہیں:

(۱) قانونی حیثیت (۲) علمی مقام۔

فیصلہ کرنے کے لئے اس کے پاس قانون کی تعلیم اور قانونی حیثیت ہونی چاہیے اور دوسرا یہ کہ فیصلہ کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں دو احادیث درج کی جاتی ہیں:

(۱) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ،

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب اذا حرق المشرک المسلم ہل یحرق، رقم: ۳۰۱۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا."

''رشک وحسد کے لائق صرف دو لوگ ہیں: ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا، اور پھر اس کو راہ حق میں لٹا دینے کی توفیق دی، دوسرا وہ جس کو علم وحکمت عطا کی تو وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔'' (1)

(۲) سیدنا ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَأْذَنْ لِي، قَالَ: "قُلْ، قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا، فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا" فَغَدَا عَلَيْهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

''ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ فرما دیں۔ اس پر اس کا مقابل بھی کھڑا ہو گیا اور وہ پہلے آدمی سے زیادہ سمجھدار تھا، اس نے کہا کہ واقعی آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے ہی فیصلہ کیجئے اور مجھے بھی گفتگو کی اجازت دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کہو، اس شخص نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے یہاں مزدوری پر کام کرتا تھا اس نے اس کی عورت سے زنا کر لیا، میں نے اس کے فدیہ میں اسے سو بکریاں اور ایک خادم دیا، پھر میں نے بعض علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے پر سو

(1) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، رقم: ۷۳

کوڑے اور ایک سال شہر بدر ہونے کی حد واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ہوں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے اسے جلا وطن کیا جائے گا اور اے انیس! صبح کو اس کی عورت کے پاس جانا اگر وہ (زنا کا) اقرار کر لے تو اسے رجم کر دو۔ چنانچہ وہ صبح کو اس کے پاس گئے اور اس نے اقرار کر لیا اور انہوں نے رجم کر دیا۔'' (1)

پہلی حدیث میں نبی ﷺ نے اس آدمی کی تعریف کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت کی تعلیم دی ہے اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے یعنی فیصلہ کرنے کے لئے علم وحکمت کا ہونا ضروری ہے۔ دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا کہ میں تم میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا پتہ چلا کہ آپ ﷺ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ پس فیصلہ کرنے کے لئے علم وحکمت کا ہونا ضروری ہے اور اسی طرح فیصلہ کتاب اللہ سے متصادم نہ ہو ان دونوں باتوں کو ذہن میں رکھ کے جرگوں میں ہونے والے فیصلوں کو دیکھئے نہ ان میں علم وحکمت نظر آتی ہے نہ وہ کتاب اللہ کے مطابق ہیں سوچیے! کسی مظلوم لڑکی کو زندہ جلانے میں کہاں علم وحکمت نظر آتی ہے اور نہ ہی یہ فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہے یہ تو نرا جہالت پر مبنی فیصلہ ہے اور اس سے فیصلہ کرنے والوں کی علمی حیثیت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ چاہئے تو یہ کہ ملک سے جرگہ سسٹم ویسے ہی ختم کر دیا جائے اور لوگ اپنے فیصلے صاحب علم لوگوں کے پاس لے کر جائیں تاکہ معاشرہ سے اس جہالت کا خاتمہ ہو۔

اصحاب الاخدود کا واقعہ:

آگ میں جلائے جانے والوں میں اصحاب الاخدود کا واقعہ بہت سبق آموز ہے یہ وہ لوگ تھے جنہیں ان کے دین کی وجہ سے آگ کی خندقوں میں ڈال دیا گیا اور ان کی اس لازوال قربانی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سورۃ البروج میں ان کا ذکر فرما کے انہیں یادگار بنا دیا اور انہیں آخرت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز کیا ان کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے

(1) صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا، رقم: ۶۸۲۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو بادشاہ سے بولا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میرے پاس کوئی لڑکا بھیج دو کہ میں اس کو جادو سکھلاؤں۔ بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجا، وہ اس کو جادو سکھلاتا تھا۔ اس لڑکے کی آمدورفت کی راہ میں ایک راہب تھا (عیسائی درویش یعنی پادری تارک الدنیا)، وہ لڑکا اس کے پاس بیٹھا اور اس کا کلام سنا تو اسے اس کی باتیں اچھی لگیں۔ اب جادوگر کے پاس جاتا تو راہب کی طرف سے ہو کر نکلتا اور اس کے پاس بیٹھتا، پھر جب جادوگر کے پاس جاتا تو جادوگر اس کو (دیر سے آنے کی وجہ سے) مارتا۔ آخر لڑکے نے جادوگر کے مارنے کا راہب سے گلہ کیا تو راہب نے کہا کہ جب تو جادوگر سے ڈرے، تو یہ کہہ دیا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھے روک رکھا تھا اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے، تو کہہ دیا کر کہ جادوگر نے مجھے روک رکھا تھا۔ اسی حالت میں وہ لڑکا رہا کہ اچانک ایک بڑے درندے پر گزرا جس نے لوگوں کو آمدورفت سے روک رکھا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ آج میں معلوم کرتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے۔ اس نے ایک پتھر لیا اور کہا کہ الٰہی اگر راہب کا طریقہ تجھے جادوگر کے طریقے سے زیادہ پسند ہو، تو اس جانور کو قتل کر تاکہ لوگ گزر جائیں۔ پھر اس کو پتھر سے مارا تو وہ جانور مر گیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اس سے یہ حال کہا تو وہ بولا کہ بیٹا تو مجھ سے بڑھ گیا ہے، یقیناً تیرا رتبہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو عنقریب آزمایا جائے گا۔ پھر اگر تو آزمایا جائے تو میرا نام نہ بتلانا۔ اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور ہر قسم کی بیماری کا علاج کرتا تھا۔ یہ حال جب بادشاہ کے مصاحب نے جو کہ اندھا ہو گیا تھا سنا تو اس لڑکے کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہنے لگا کہ یہ سب مال تیرا ہے اگر تو مجھے اچھا کر دے۔ لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا، اچھا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر تو اللہ پر ایمان لائے تو میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ تجھے اچھا کر دے گا۔ وہ وزیر اللہ پر ایمان لایا تو اللہ نے اس کو اچھا کر دیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تیری آنکھ کس نے روشن کی؟ وزیر بولا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا تیرا مالک کون ہے؟ وزیر نے کہا کہ میرا اور تیرا مالک اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور

یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا نام لے لیا۔ وہ لڑکا بلایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے بیٹا تو جادو میں اس درجہ پر پہنچا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہے اور بڑے بڑے کام کرتا ہے؟ وہ بولا کہ میں تو کسی کو اچھا نہیں کرتا بلکہ اللہ اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور مارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتلایا۔ راہب پکڑ لیا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جا۔ اس کے نہ ماننے پر بادشاہ نے ایک آرا منگوایا اور راہب کی مانگ پر رکھ کر اس کو چیر ڈالا، یہاں تک کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ وزیر بلایا گیا، اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا، اس نے بھی نہ مانا اس کی مانگ پر بھی آرا رکھا گیا اور چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا، اس سے کہا کہ اپنے دین سے پلٹ جا، اس نے بھی انکار کیا چنانچہ بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جا کر چوٹی پر چڑھاؤ، جب تم چوٹی پر پہنچو تو اس لڑکے سے پوچھو، اگر وہ اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، نہیں تو اس کو دھکیل دو۔ وہ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ لڑکے نے دعا کی کہ الٰہی جس طرح تو چاہے مجھے ان کے شر سے بچا۔ پہاڑ ہلا اور وہ لوگ گر پڑے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا۔ پھر بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ایک کشتی میں دریا کے اندر لے جاؤ، اگر اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، ورنہ اس کو دریا میں دھکیل دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔ لڑکے نے کہا کہ الٰہی! تو مجھے جس طرح چاہے ان کے شر سے بچا لے۔ وہ کشتی اوندھی ہو گئی اور لڑکے کے سوا سب ساتھی ڈوب گئے اور لڑکا زندہ بچ کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے اس وقت تک نہ مار سکے گا، جب تک کہ تو جو طریقہ میں بتلاؤں وہ اختیار نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر کے مجھے ایک لکڑی پر سولی دے، پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے اندر رکھ، پھر کہہ کہ اس اللہ کے نام سے مارتا ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے۔ پھر تیر مار۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا، اس لڑکے کو درخت کے تنے پر لٹکایا، پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور تیر کو کمان کے اندر رکھ کر یہ کہتے ہوئے مارا کہ اللہ کے نام سے مارتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے۔ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ تیر کے مقام پر رکھا اور مر گیا۔ لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ہم تو اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے۔ کسی نے بادشاہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! جس سے تو ڈرتا تھا وہی ہوا یعنی لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے راستوں کے نالوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ پھر خندقیں کھودی گئیں اور ان میں خوب آگ بھڑکائی گئی اور کہا کہ جو شخص اس دین سے (یعنی لڑکے کے دین سے) نہ پھرے، اسے ان خندقوں میں دھکیل دو، لوگوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا، وہ عورت آگ میں گرنے سے جھکی (پیچھے ہٹی) تو بچے نے کہا کہ اے ماں! صبر کر تو سچے دین پر ہے (مرنے کے بعد پھر چین ہی چین ہے، پھر تو دنیا کی مصیبت سے کیوں ڈرتی ہے؟)۔ ①

① صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب قصۃ اصحاب الاخدود والساحر، رقم: ۳۰۰۵

(۱۱) دب کر مر جانے والا

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ

"جو دیوار گرنے سے مر جائے وہ شہید ہے۔" ①

دب کے مر جانے والا شہید ہے وہ دیوار کے نیچے دب جائے یا عمارت کے گرنے کی وجہ سے یا کسی گاڑی کے گر جانے کی وجہ سے دب جائے شہید کہلائے گا کنواں کھودنے والے اور کان کھودنے والے مزدور جو دب کے مر جاتے ہیں اسی زمرہ میں آتے ہیں اور وہ آدمی جو کان کھدوانے والا یا عمارت یا پل تعمیر کروانے والا ٹھیکہ دار ہے یا مالک ہے اسے حفاظت کے سارے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں تاکہ کوئی ایسا جانی نقصان نہ ہو اگر وہ حفاظت کا کما حقہ انتظام کرتا ہے لیکن اتفاقی طور پر کوئی ایسا حادثہ رونما ہو جاتا ہے جس سے بعض مزدوروں کی جان چلی جاتی ہے تو وہ مجرم نہیں ہوگا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ."

"جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں اور کنویں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے۔" ②

لیکن اگر ٹھیکیدار یا مالک اپنے فرائض میں کوتاہی کرتا ہے وہ کنواں کھدوانے یا کان نکلوانے میں مناسب حفاظتی انتظامات نہیں کرتا یا تعمیراتی سامان میں ناقص میٹریل استعمال کرتا ہے تو حادثات میں وہ مجرم شمار ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کا ایسی موت سے پناہ مانگنا:

حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ

① صحیح سنن ابی داود للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات فی الطاعون، رقم: ۳۱۱۱
② صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب فی الرکاز الخمس، رقم: ۱۴۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.Kitabosunnat.com

مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا۔"

"اے اللہ! کسی مکان یا دیوار کے اپنے اوپر گرنے سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں اونچے مقام سے گر پڑنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں ڈوبنے، جل جانے اور بہت بوڑھا ہو جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت مجھے شیطان اچک لے۔ اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیری راہ میں پیٹھ دکھا کر بھاگتے ہوئے مارا جاؤں اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ کسی زہریلے جانور کے کاٹنے سے میری موت آئے۔" ①

آپ ﷺ نے دب کر مرجانے کی موت سے پناہ مانگی ہے اور اسے اچھی موت نہیں سمجھا اس لئے کہ یہ اچانک موت ہے جس میں بعض دفعہ توبہ کی مہلت نہیں ملتی لیکن اگر کوئی بندہ ایسے دب کے مرجاتا ہے اور وہ مومن موحد ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا درجہ عطا فرمادیتے ہیں۔

① صحیح سنن ابی داؤد، باب تفریع ابواب الوتر، باب فی الاستعاذۃ، رقم: ۱۵۵۲

(۱۲) ڈوب کر مرجانے والا

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی گزشتہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے شہداء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ "ڈوب کر مرجانے والا شہید ہے۔" ①

ایک حدیث مبارک میں ڈوب کر مرجانے والے کے لئے دو شہیدوں کے برابر اجر کی نوید سنائی گئی ہے سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيبُهُ الْقَيْءُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ وَالْغَرِقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ۔"

"سمندر میں سوار ہونے سے جس کا سر گھومے اور اسے قے آئے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے، اور جو ڈوب جائے تو اس کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔" ②

لیکن واضح رہے کہ پانی میں ڈوب کر مرنے والے لوگوں سے وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو سمندروں اور دریاؤں پر اٹھکیلیاں کرنے کے لئے آتے ہیں پابندی کے باوجود نہانے کے لئے دریا میں کود جاتے ہیں بلکہ مراد وہ لوگ ہیں جو کسی بامقصد کام کے لئے نکلتے ہیں یا اتفاقی کسی ایسے حادثہ کا شکار ہو جاتے ہیں جیسا کہ سنن نسائی کی روایت میں ڈوبنے والے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَالْغَرِقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ۔

"جو اللہ کے راستے میں نکلا اور ڈوب کر مر گیا تو وہ شہید ہے۔" ③

فی سبیل اللہ کی قید لگا کر یہ واضح کر دیا کہ ڈوب کر مرنے والا اللہ کی راہ میں نکلنے والا ہو اس دوران وہ کسی بھی ایسے حادثے کا شکار ہو کر فوت ہو جاتا ہے تو وہ شہید کہلائے گا اور شہید کا مرتبہ پائے گا۔

① صحیح، سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات فی الطاعون، رقم: ۳۱۱۱

② حسن، سنن ابی داؤد للالبانی، کتاب الجہاد، باب فضل الغزو فی البحر، رقم: ۲۴۹۳

③ صحیح، سنن نسائی، للالبانی، کتاب الجہاد، باب مسالۃ الشہداء، رقم: ۳۱۶۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف احادیث

(۱)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَقَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ، وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ مَاتَ فِي ذَٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا،

”معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص صبح کے وقت 'أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم' تین بار پڑھے، اور تین بار سورۃ الحشر کی آخری تین آیتیں پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مغفرت مانگنے کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر دیتا ہے جو شام تک یہی کام کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسے دن میں مرجاتا ہے تو شہید ہو کر مرتا ہے، اور جو شخص ان کلمات کو شام کے وقت کہے گا وہ بھی اسی درجہ میں ہوگا۔“ ①

(۲)

مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِيدٌ.

”جس نے عشق کیا لیکن پاکدامن رہا پھر مرگیا تو شہادت کی موت مرا۔“ ②

(۳)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ."

① ضعیف۔ سنن الترمذی للالبانی، ابواب فضائل القرآن، باب منہ، رقم: ۲۹۲۲

② موضوع: ضعیف الجامع الصغیر للالبانی ۱/۸۲۱، رقم: ۵۶۹۷

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری امت کے بگاڑ کے موقع پر میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا تو اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر اجر ہے۔“ ①

(۴)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ فَصَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ أَوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ أَوْ بَعِيرُهُ أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ أَوْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ أَوْ بِأَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَإِنَّهُ شَهِيدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ."

”ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اللہ کی راہ میں نکلا پھر وہ مرگیا، یا مارڈالا گیا تو وہ شہید ہے، یا اس کے گھوڑے یا اونٹ نے اسے روند دیا، یا کسی سانپ اور بچھو نے ڈنک ماردیا، یا اپنے بستر پہ، یا موت کے کسی بھی سبب سے جسے اللہ نے چاہا مرگیا، تو وہ شہید ہے، اور اس کے لیے جنت ہے۔“ ②

(۵)

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "شَهِيدُ الْبَحْرِ مِثْلُ شَهِيدَيِ الْبَرِّ، وَالْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ فِي الْبَرِّ، وَمَا بَيْنَ الْمَوْجَتَيْنِ كَقَاطِعِ الدُّنْيَا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ مَلَكَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْأَرْوَاحِ إِلَّا شَهِيدَ الْبَحْرِ فَإِنَّهُ يَتَوَلَّى قَبْضَ أَرْوَاحِهِمْ، وَيَغْفِرُ لِشَهِيدِ الْبَرِّ الذُّنُوبَ كُلَّهَا إِلَّا الدَّيْنَ، وَلِشَهِيدِ الْبَحْرِ الذُّنُوبَ وَالدَّيْنَ."

① ضعیف۔ مشکوۃ المصابیح للالبانی، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم: ۱۷۶

② ضعیف۔ سنن ابی داود للالبانی، کتاب الجہاد، باب فمن مات غازیا، رقم: ۲۴۹۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سمندر کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے، سمندر میں جس کا سر چکرائے وہ خشکی میں اپنے خون میں لوٹنے والے کی مانند ہے، اور ایک موج سے دوسری موج تک جانے والا اللہ کی اطاعت میں پوری دنیا کا سفر کرنے والے کی طرح ہے، اللہ تعالیٰ نے روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت (عزرائیل) کو مقرر کیا ہے، لیکن سمندر کے شہید کی جان اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے، خشکی میں شہید ہونے والے کے قرض کے علاوہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، لیکن سمندر کے شہید کے قرض سمیت سارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔'' (1)

(۶)

إِذَا جَاءَ الْمَوْتُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلَى هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِيدٌ.

''جب طالب علم کو اس حال میں موت آئے کہ وہ طلب علم کی راہ میں ہو تو وہ شہید فوت ہوا۔'' (2)

(۷)

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى؟ الدَّعْوَةُ الَّتِي دَعَا بِهَا يُونُسُ حَيْثُ نَادَاهُ فِي الظُّلُمَاتِ الثَّلَاثِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ«. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ كَانَتْ لِيُونُسَ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُؤْمِنِينَ عَامَّةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا تَسْمَعُ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ، وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ}

(1) ضعیف۔ سنن ابن ماجہ للالبانی، کتاب الجہاد، باب فضل غزو البحر، رقم: ۲۷۷۸

(2) ضعیف جدا، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ۵/ ۱۴۶، رقم: ۲۱۲۶

[الأنبياء:۸۸]" وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَيُّمَا مُسْلِمٍ دَعَا بِهَا فِي مَرَضِهِ أَرْبَعِينَ مَرَّةً فَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذٰلِكَ أُعْطِيَ أَجْرَ شَهِيدٍ، وَإِنْ بَرَأَ بَرَأَ، وَقَدْ غُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ.«

''حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں اللہ کے اسم اعظم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ یونس علیہ السلام کے لئے خاص ہے یا سب مومنین کے لئے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ ''ہم نے انہیں غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم مومنین کو نجات دیتے ہیں'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ اس کلمہ سے دعا کرے گا اور اسی مرض میں فوت ہو گیا تو اسے شہید کا اجر دیا جائے گا اور اگر وہ تندرست ہو گیا تو اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (1)

(۸)

(الْحَاجُّ فِي ضَمَانِ اللّٰهِ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا: فَإِنْ أَصَابَهُ فِي سَفَرِهِ تَعَبٌ أَوْ نَصَبٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بِذٰلِكَ سَيِّئَاتِهِ، وَكَانَ لَهُ بِكُلِّ قَدَمٍ يَرْفَعُهُ أَلْفُ دَرَجَةٍ، وَبِكُلِّ قَطْرَةٍ تُصِيبُهُ مِنْ مَطَرٍ أَجْرُ شَهِيدٍ)

''اللہ کی راہ میں حج کے لئے نکلنے والا آتے اور جاتے ہوئے اللہ کی ضمان میں ہے۔ اگر اسے سفر میں کوئی تھکاوٹ یا تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کے عوض اس کی خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے لئے ہر اس قدم کے عوض جو وہ اس راہ میں اُٹھاتا ہے ہزار درجات ہیں اور بارش کے ہر اس قطرے کے عوض جو اس پر برستا ہے ایک شہید کی مثل اجر ہے۔'' (2)

(1) ضعیف۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ۶/ ۲۲۳، رقم: ۲۷۷۵

(2) موضوع۔ سلسلۃ احادیث ضعیفۃ، ۷/ ۳۹۶، رقم: ۳۵۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹)

.(مَنْ جَلَبَ طَعَامًا إِلَى مِصْرٍ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ، فَبَاعَهُ بِسِعْرِ يَوْمِهِ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللهِ أَجْرُ شَهِيدٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ).

''جو مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں غلہ لے کر آئے اور اس دن کے نرخ کے مطابق فروخت کر دے اس کے لئے اللہ کی راہ میں شہید کا اجر ہے۔'' ①

(۱۰)

وَمَنْ مَاتَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ: شَهِيدٌ

''جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہ شہید فوت ہوا۔'' ②

(۱۱)

مَنْ صَلَّى الضُّحٰى وَصَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَلَمْ يَتْرُكِ الْوِتْرَ فِي سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ كُتِبَتْ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ۔

''جس نے چاشت کی نماز ادا کی ہر مہینے تین روزے رکھے اور دوران سفر بھی وتر نہ چھوڑے اور نہ حضر میں وتر ترک کئے اس کے لئے شہید کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔'' ③

www.KitaboSunnat.com

① ضعیف۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ۱۱ / ۶۹۳، رقم: ۵۴۱۶

② ضعیف۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ۱۲ / ۸۱۸، رقم: ۵۸۹۳

③ ضعیف الترغیب للالبانی، کتاب النوافل، رقم: ۳۳۸، سلسلۃ احادیث ضعیفۃ ۱۴ / ۵۰۸، رقم: ۶۷۲۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طیبہ قرآن محل
مکہ سنٹر گلی نمبر 5 نشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد
041-2624007,0333-6574758
041-2629292, 0300-6628021